قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃالمبارک 18 مارچ 2022ء | 15 شعبان 1443 ہجری قمری | 18 امان 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 67

ارشاد باری تعالیٰ

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰﴾

(سورۃ الصّف: 10)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اُسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیّۃً غالب کر دے خواہ مشرک برا منائیں۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

يُهلِكُ اللّٰهُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِسلَامَ

(ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال)

ترجمہ: امام مہدی کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا باقی تمام ادیان کو مٹا دے گا۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

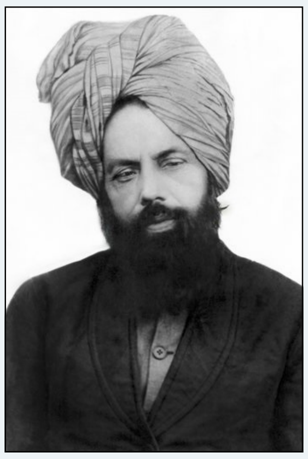

مَیں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا بلکہ قرآن اور حدیث کے مطابق اور اس الہام کے مطابق کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ نے مجھے کہا۔ جو آنے والا تھا وہ مَیں ہی ہوں۔ جس کے کان ہوں وہ سنے اور جس کی آنکھ ہو وہ دیکھے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رؤیت کی گواہی دی۔ دونوں باتیں ہوتی ہیں قول اور فعل۔ یہاں اللہ تعالیٰ کا قول اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل موجود ہے۔ شبِ معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ کو دیگر گزشتہ انبیاء کے درمیان دیکھا۔ ان دو شہادتوں کے بعد تم اور کیا چاہتے ہو؟ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے صدہا نشانات سے تائید کی۔ جو طالبِ حق ہو اور خوف خدا رکھتا ہو اس کے سمجھنے کے واسطے کافی سامان جمع ہو گیا ہے۔ ایک شخص پہلی پیشگوئی کے مطابق، قال اللہ اور قال الرسول کے مطابق عین ضرورت کے وقت دعویٰ کرتا ہے۔ یہ وہ وقت ہے کہ عیسائیت اسلام کو کھا رہی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسلام کی حمایت کے واسطے جو بات پیش کی ہے اس سے بڑھ کر کوئی اور بات نہیں ہوسکتی۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 492 ایڈیشن 1988ء)

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس آج ہم وہ خوش قسمت لوگ ہیں جو مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہیں اور جیسا کہ میں نے کہا کہ اس دن کی اہمیت ہے، جماعت میں اس دن کی اہمیت کے مدّنظر یوم مسیح موعود کے جلسے بھی ہوتے ہیں اور آج سے دو دن پہلے بھی بہت سے جلسے ہوئے جن میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد اور آپ کی جماعت کے قیام اور اس دن کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی وہاں افرادِ جماعت نے شکر بھی ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مانتے ہوئے آنے والے مسیح موعود کو اور مہدی معہود کو ماننے اور اسے سلام پہنچانے کی توفیق بخشی۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا جہاں خوشی اور شکر کا مقام ہے وہاں ہماری ذمہ داریاں بھی بڑھاتا ہے۔ پس ہمیں ان ذمہ داریوں کی پہچان اور ان کی ادائیگیوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ ہماری ذمہ داریاں ان کاموں کو آگے چلانا ہے جن کی ادائیگی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ تبھی ہم ان لوگوں میں شمار ہو سکتے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر نئی زمین اور نیا آسمان بنانے والوں میں شامل ہونا تھا۔

(خطبہ جمعہ 25 مارچ 2016ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- غزل
- ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
- ارشاداتِ نور
- احمدیت کا ورثہ

دربارِ خلافت

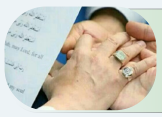

جب یہ خواب مَیں نے حضرت خلیفہ اول کو سنایا تو حضور نے فرمایا کہ بہت مبارک خواب ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت امیر محمد خان صاحبؓ ہی فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات سے چند روز پہلے مَیں نے خواب میں سورج گرہن دیکھا جس کی تعبیر مَیں نے آپ کی وفات سمجھی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ غیرمطبوعہ جلد 6 صفحہ 146 روایات حضرت امیر محمد خانصاحبؓ)

پھر یہ لکھتے ہیں کہ ’’بارہ تیرہ جنوری 1938ء کی درمیانی رات کو مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ مبارک کو خواب میں چند احباب کے ساتھ اس طریق سے دعا فرماتے دیکھا کہ گویا آپ اُن احباب کے گرد گھوم کر اُن کو حفاظت میں لے رہے ہیں مگر پاؤں سے ننگے ہیں اور چوہدری فتح محمد صاحب آپ کے ساتھ ہیں‘‘۔ لہٰذا 13/ جنوری کو آپ نے مسجد مبارک میں چند احباب کے ساتھ مرزا عزیز احمد صاحب کے صاحبزادے کے متعلق دعا کی اور حضور کے اس دعا کرنے کا اعلان قبل از دعا چوہدری فتح محمد صاحب نے مسجد مبارک میں کیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ غیرمطبوعہ جلد 6 صفحہ 156-157 روایات حضرت امیر محمد خانصاحبؓ)

پھر یہ لکھتے ہیں کہ ستمبر 1912ء میں مَیں نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مع چند دیگر احباب کے خواب میں دیکھا کہ حضور فرما رہے ہیں کہ ہمیں یہ منظور نہیں کہ کفار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تو گند بکنے میں حد کر دیں اور ہم امن سے رہیں۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ یہ کفار گند بکنے کی انتہا سے پہلے ہی پیسے جائیں۔ کہتے ہیں جب یہ خواب مَیں نے حضرت خلیفہ اول کو سنایا تو حضور نے فرمایا کہ بہت مبارک خواب ہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ غیرمطبوعہ جلد 6 صفحہ 143 روایات حضرت امیر محمد خانصاحبؓ)

پھر یہ لکھتے ہیں کہ 20/ فروری 1913ء کی رات کو مَیں نے خواب میں حضرت خالدؓ بن ولید اور ضرارؓ بن ازور کو دیکھا کہ تلواریں ہاتھ میں ہیں اور فتح پر فتح حاصل کر رہے ہیں بلکہ اکثر لوگ خود بخود اُن کے آگے ہتھیار ڈالتے جا رہے ہیں۔ حتیٰ کہ یزید نے بھی ہتھیار ڈال دیئے اور ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ غیرمطبوعہ جلد 6 صفحہ 144 روایات حضرت امیر محمد خانصاحبؓ)

حضرت مرزا محمد افضل صاحبؓ ولد مرزا محمد جلال الدین صاحب سفر جہلم کے ضمن میں فرماتے ہیں (ان کی بیعت کا سن 1895ء ہے) کہ 1903ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جہلم تشریف لائے اور میں وہاں گیا۔ بے پناہ ہجوم تھا۔ بعض لوگوں کے سوال پر حضور نے فرمایا کہ یہ خدا کا نور ہے (یعنی سلسلہ احمدیہ) لوگوں کے بجھانے سے نہیں بجھ سکے گا۔ اس سفر میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کابلؓ نے فرمایا تھا۔ خدا نے مجھے تین بار سر دینے کو فرمایا ہے۔ پس مَیں دوں گا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ غیرمطبوعہ جلد 6 صفحہ 225-226 روایات حضرت مرزا محمد افضل صاحبؓ)

بقیہ صفحہ 14 پر

غزل

صحرا صحرا بات چلی ہے، نگری نگری چرچا ہے
رات کے غم میں سورج سائیں بادل اوڑھے پھرتا ہے

جھونکا جھونکا تیری خوشبو مجھ سے لپٹ کر گزری ہے
ریزہ ریزہ تیری خاطر میں نے جسم گنوایا ہے

دن بھر بادل چھم چھم برسا، شام کو مطلع صاف ہوا
تب جا کر اک قوسِ قزح پر تیرا پیکر اُبھرا ہے

تو نے جس کی جھولی میں دو پھول بھی ہنس کر ڈال دیے
ساری عمر وہ کاغذ پر خوشبو کی لکیریں کھینچتا ہے

تم کیوں تیز نوکیلے نیزے تان کے مجھ پر جھپٹے ہو
میرا مقدر، تند بگولو! یوں بھی تو بجھ جانا ہے

میں نے اپنے گرد بنا لی زخموں کی دیوار نئی
ایک پرانا غم لیکن رہ رہ کر مجھ پر ہنستا ہے

جلتے جلتے میں بجھ جاؤں یا تو اگنی روپ میں آ
تیرا میرا میل ہو کیسے، میں سورج تو سایہ ہے

سب کہسار، سمندر، صحرا گھومیں اس کے گرد، رشؔید!
وہ اک شخص جو دنیا بھر میں تنہا تنہا رہتا ہے

(رشید قیصرانی)

آج کی دعا

بخشش وسلامتی کی پیاری دعا

اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ الْعَفْوَوَالْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

(سنن ابن ماجہ حدیث نمبر: 2957)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔

یہ سید ومولیٰ، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی دنیا و آخرت میں عافیت کی بہت پیاری اور افضل دعا ہے۔

آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو یہ دعا سکھلاتے ہوئے فرمایا کہ ایمان لانے کے بعد عافیت سے بڑھ کر کوئی بھلائی نہیں ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے، ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون سی دعا افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اپنے رب سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کر۔ پھر وہ آدمی آپ کے پاس دوسرے دن حاضر خدمت ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسولؐ! کون سی دعا افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اپنے رب سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کر۔ پھر وہ تیسرے دن حاضر خدمت ہوا اور کہا: اے اللہ کے نبیؐ! کون سی دعا افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اپنے رب سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کر۔ جب تجھے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت مل جائے گی تو یقیناً تو کامیاب ہو جائے گا۔

(سنن ابن ماجہ حدیث نمبر: 3848)

اللہ تعالیٰ ہمارے بہت پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی اس دعا کے صدقے وباؤں، بلاؤں اور آفتوں کے اس موسم میں جماعت کے ہر فرد اور پوری انسانیت کو اپنی عافیت میں رکھے۔ آمین

مرسلہ: مریم رحمٰن

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام

وطن سے محبت

قسط 16

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَالۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا

(الاحزاب:22)

یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وطن سے بہت محبت کرتے تھے۔ وطن کی محبت انسان کی فطرت میں گوندھی گئی ہے۔ اور شرعی طور سے جائز بلکہ لازم محبت ہے۔ اسی محبت سے ملک کی رونق آبادی اور ترقی ہوتی ہے۔ اس تحریر میں آپؐ کی اپنے وطن سے محبت کے بارے میں چند واقعات درج ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزولِ وحی کا سلسلہ شروع ہوا تو ذمہ داری کے احساس سے آپؐ گھبرا گئے۔ اس انوکھے واقعہ سے آپ پر کپکپی طاری ہوگئی۔ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سارا واقعہ سنایا آپ ایک زیرک معاملہ فہم مدبر خاتون تھیں۔ آپؐ کی صداقت پر کامل یقین تھا تاہم آپؐ کی جمعیتِ خاطر اور اطمینان قلب کے لئے آپؐ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ جو دین کے بہت بڑے عالم تھے۔ ورقہ بن نوفل نے سارا واقعہ سنا تو بائبل میں موجود پیش گوئیوں کے مطابق پہچان گئے کہ نوشتوں کا لکھا پورا ہونے والا ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نزولِ وحی کی تفصیلات سن کر کہا۔

آپ کی قوم آپ کو جھٹلائے گی آپ کی تکذیب ہوگی۔ آپؐ یہ سن کر خاموش رہے۔

پھر اس نے کہا آپ کو تکلیف اور اذیت دی جائے گی۔ آپ یہ سن کر بھی خاموش رہے۔

پھر بتایا کہ آپ کو اپنے وطن سے نکال دیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیرت سے فرمایا:

اَوَمُخۡرِجِیَّ ھم؟ کیا وہ مجھے میرے وطن سے نکال دیں گے؟

ہاں تیری قوم تجھے نکال دے گی کیونکہ آج تک کوئی شخص اُس تعلیم کو لے کر نہیں آیا جس تعلیم کو تو لے کر کھڑا ہوا ہے مگر اُس کی قوم نے اس کی ضرور دشمنی کی ہے اگر مجھے وہ دن دیکھنا نصیب ہوا جب تم اپنی قوم کے سامنے اس تعلیم کا اعلان کرو گے اور قوم تیری شدید مخالفت کرے گی یہاں تک کہ وہ تجھے اس شہر میں سے نکال دے گی تو میں تیری مدد کروں گا

(بخاری کتاب بدء الوحی)

اِس خبر پر آپؐ کا حیران ہونا آپؐ کی اپنے وطن سے شدید محبت پر دلیل ہے اور یہ کہ اپنے وطن سے جدائی کا تصور آپؐ کے لئے کتنا گراں تھا۔ وہ بابرکت مقام جہاں اللہ تعالیٰ کا حرم ہے۔ جو حضرت آدمؑ کے زمانے سے بیت اللہ تھا۔ جسے ابوالانبیا حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے دعائیں پڑھتے ہوئے از سرِ نو تعمیر کیا جہاں آپؐ پیدا ہوئے اس محبوب مقام سے نکالے جانے کی خبر جھٹلائے جانے اور اذیت دیے جانے سے بھی گراں گزری۔ جس کا بے ساختہ اظہار اس بے یقینی سے ہوا۔ کیا وہ مجھے وطن سے نکال دیں گے؟۔

وطن سے بے لوث محبت کا اظہار اس وقت بھی ہوا جب آپؐ کو نبوت پر سرفراز ہوئے تیرہ سال ہوگئے تھے۔ پیغام توحید پہنچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی مگر قریش مکہ نے بھی مخالفت میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی مظالم کی انتہا ہوگئی تھی تنگ آکر مسلمان خاموشی سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے لگے اکثر مسلمان جا چکے تو رسول اللہ ﷺ کو بھی ہجرت کی اجازت مل گئی رات کے وقت جبکہ کفار مکہ نے آپؐ کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا آپؐ سورہ فتح پڑھتے ہوئے اپنے گھر سے نکلے۔ غار ثور میں مختصر قیام کے بعد اگلی منزل کے لئے روانہ ہونے لگے تو اونٹنی پر بیٹھے ہوئے بوجھل دل کے ساتھ مڑ کر اپنے مکہ مکرمہ کی طرف دیکھا اور حسرت سے اپنی بستی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَأَحَبَّكِ إِلَيَّ، وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُونِي مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ

(سنن الترمذی، 5: 723، رقم: 3926، صحیح ابن حبان، 9: 23، رقم: 3709، المعجم الکبیر للطبرانی، 10: 270، رقم: 10633)

تُو کتنا پاکیزہ شہر ہے اور مجھے کتنا محبوب ہے! اگر میری قوم تجھ سے نکلنے پر مجھے مجبور نہ کرتی تو میں تیرے سوا کہیں اور سکونت اختیار نہ کرتا۔

حضرت عبداللہ بن عدیؓ کی روایت ہے آپؐ نے فرمایا ’’تو اللہ کی بہترین سرزمین ہے اور اللہ کی سب سے پسندیدہ زمین ہے اگر میں زبردستی تجھ سے نہ نکالا جاتا تو کبھی یہاں سے نہ نکلتا۔‘‘

(مستدرک کتاب المناقب، مناقب عبداللہ بن عدی حدیث نمبر 5827)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے آبائی وطن مکہ کی طرح مدینہ منورہ بھی بہت عزیز تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ، فَنَظَرَ إِلَى جُدُرَاتِ الْمَدِينَةِ، أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ، وَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ، حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا

(صحیح البخاری، 2: 666، رقم: 1787، مسند احمد بن حنبل، 3: 159، رقم: 12644، سنن الترمذی، 5: 499، رقم: 3441)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے ہوئے مدینہ منورہ کی دیواروں کو دیکھتے تو اپنی اونٹنی کی رفتار تیز کر دیتے، اور اگر دوسرے جانور پر سوار ہوتے تو مدینہ منورہ کی محبت میں اُسے ایڑی مار کر تیز بھگاتے تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے:

وَفِي الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ عَلَى فَضْلِ الْمَدِينَةِ، وَعَلَى مَشْرُوعِيَّةِ حُبِّ الْوَطَنِ وَالْحَنِينِ إِلَيْهِ

(فتح الباری، 3: 621)

یہ حدیث مبارک مدینہ منورہ کی فضیلت، وطن سے محبت کی فرضیت و جواز اور اس کے لیے مشتاق ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ خیبر کی طرف نکلا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتا رہوں۔ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر سے واپس لوٹے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُحد پہاڑ نظر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ

یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔

اس کے بعد اپنے دستِ مبارک سے مدینہ منورہ کی جانب اشارہ کر کے فرمایا:

اللّٰهُمَّ! إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا كَتَحْرِيمِ إِبْرَاهِيمَ مَكَّةَ. اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا

(صحیح البخاری، 3: 1058، رقم: 2732، صحیح مسلم، 2: 993، رقم: 1365)

اے اللہ! میں اس کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان والی جگہ کو حرم بناتا ہوں جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا تھا۔ اے اللہ! ہمیں ہمارے صاع اور ہمارے مُد میں برکت عطا فرما۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے وطن کی خیر و برکت کے لیے دعا محبت کی واضح دلیل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ پہلا پھل دیکھتے تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوتے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے قبول کرنے کے بعد دعا کرتے: اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما۔ ہمارے (وطن)

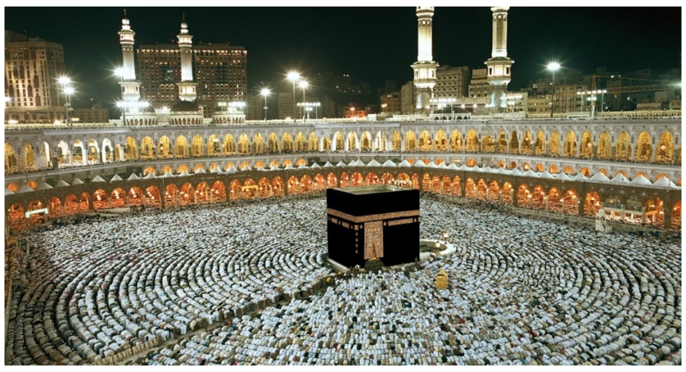

مدینہ میں برکت عطا فرما۔ ہمارے صاع میں اور ہمارے مد میں برکت عطا فرما۔ اور مزید عرض کرتے:

اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ وَنَبِيُّكَ، وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَإِنِّي أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَعَهُ

(صحیح مسلم، 2: 1000، رقم: 1373)

اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ انہوں نے مکہ مکرمہ کے لیے دعا کی تھی۔ میں ان کی دعاؤں کے برابر اور اس سے ایک مثل زائد مدینہ کے لیے دعا کرتا ہوں (یعنی مدینہ میں مکہ سے دوگنا برکتیں نازل فرما)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی چھوٹے بچے کو بلا کر وہ پھل دے دیتے۔

وطن سے محبت کا ایک اور انداز یہ بھی ہے کہ حضور نبی اکرم نے فرمایا کہ وطن کی مٹی بزرگوں کے لعاب اور رب تعالیٰ کے حکم سے بیماروں کو شفا دیتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلَّم كَانَ يَقُولُ لِلْمَرِيضِ: بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بِرِيقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا

(صحیح البخاری، 5: 2168، رقم: 5413، صحیح مسلم، 4: 1724، رقم: 2194)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مریض سے فرمایا کرتے تھے: اللہ کے نام سے شروع، ہماری زمین (وطن) کی مٹی ہم میں سے بعض کے لعاب سے ہمارے بیمار کو، ہمارے رب کے حکم سے شفا دیتی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ کوئی شخص مکہ مکرمہ سے آیا اور بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے پوچھا کہ مکہ کے حالات کیسے ہیں؟ جواب میں اُس شخص نے مکہ مکرمہ کے فضائل بیان کرنا شروع کیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوگئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُشَوِّقْنَا يَا فُلَانُ

اے فلاں! ہمارا اِشتیاق نہ بڑھا۔

جب کہ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے فرمایا:

دَعِ الْقُلُوْبَ تَقِرُّ

(شرح الزرقانی علی الموطا، 4: 288، السیرۃ الحلبیۃ، 2: 283)

دلوں کو قرار پکڑنے دو مکہ کی یاد دلا کر مضطرب نہ کرو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وطن سے محبت کا ثبوت اہل وطن کی خیر خواہی سے بحسن وخوبی ملتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بھی قدرتی طور پر اسی رنگ میں رنگین تھے آپ کے اقوال اور افعال بعینہ اپنے محبوب رسول خدا کے اسوہ حسنہ کا عکس تھے۔ اس بستی میں وہ الٰہی نور برسا کہ کہ قادیان زیر غار نہ رہی ایسا رجوعِ جہان ہوا کہ مرجع خواص بن گئی۔ قادیان سے محبت اس لئے بھی تھی کہ اس خطۂ زمین کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی بشارتوں کے ساتھ مسیح کی آمد ثانی کے لئے چنا تھا۔ ایک حدیث مبارکہ ہے حضرت رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ’’تین مساجد کے علاوہ کسی طرف رخت سفر نہ باندھیں اس مسجد یعنی مسجد نبوی مدینہ منورہ، مسجدِ حرام اور مسجد اقصیٰ‘‘

(صحیح مسلم کتاب الحج باب لا تشد الرحال الا الیٰ ثلاثہ مساجد)

مسجد اقصیٰ کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ

(بنی اسرائیل:2)

پاک ہے وہ جو رات کے وقت اپنے بندے کو مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ کی طرف لے گیا جس کے ماحول کو ہم نے برکت دی ہے

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس آیت کی تشریح میں فرمایا ’’معراج مکانی اور زمانی دونوں پر مشتمل ہے اور بغیر اس کے معراج ناقص رہتا ہے پس جیسا کہ سیر مکانی کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک پہنچا دیا تھا ایسا ہی سیر زمانی کے لحاظ سے آنجناب کو شوکتِ اسلام کے زمانہ سے جو آنحضرت ﷺ کا زمانہ تھا برکاتِ اسلامی کے زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ ہے پہنچا دیا پس اس پہلو کے رُو سے جو اسلام کے انتہاءِ زمانہ تک آنحضرت ﷺ کا سیر کشفی ہے مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے

مبارك و مبارك و كل امر مبارك يجعل فيه‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 54-55حاشیہ)

وطن سے محبت کے انداز دیکھئے فرماتے ہیں

خدا کا تم پہ بس لطف و کرم ہے
وہ نعمت کون سی باقی جو کم ہے
زمینِ قادیاں اب محترم ہے
ہُجُومِ خَلق سے اَرضِ حَرَم ہے
ظُہُورِ عون و نُصرت دَمبدَم ہے
حَسد سے دُشمنوں کی پُشت خَم ہے
سنو اب وقتِ توحیدِ اَتم ہے
سِتَم اب مائِلِ مُلکِ عدم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اُٹھا دی
فَسُبحَانَ الَّذِی اَخزَی الاَعَادِی

ہمیں تو قادیان کی دھوپ بھی اچھی لگتی ہے

اس دارالامان کے لئے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا انی احافظ کل من فی الدار (تذکرہ صفحہ 379)۔ یہاں فرشتوں کا نزول ہوتا۔ آسماں سے برکات نازل ہوتیں۔ خدیجہ جیسی نعمت اور موعود مبشر اولاد ملی جاں نثار جماعت بنی، بارش کے قطروں سے زیادہ نعماء جو گنی نہ جا سکیں۔ منارۃ المسیح، بیت الذکر، بیت الدعا، وسعت پذیر مساجد، بہشتی مقبرہ، مبارک مقدس مقامات، گلیاں، محلے، اینٹ پتھر، ڈھاب، بازار، ہوا، فضا ہر ذرہ حسین پیار کے قابل پھر پیار کیوں نہ ہوتا

سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور خاندان کے اراکین علیوال کی نہر پر سیر کے واسطے تشریف لے گئے۔ جہاں سے شام کے قریب واپسی ہوئی۔ بٹالہ یا علیوال کے سرسبز درختوں کا گھنا سایہ دیکھ کر واہ واہ کہتے ہوئے کسی خادمہ کی زبان سے نکلا۔

’’کیسا پیارا منظر اور ٹھنڈی چھاؤں ہے‘‘

حضور (علیہ الصلوۃ والسلام) نے یہ الفاظ سن کر فرمایا۔

’’ہمیں تو قادیان کی دھوپ بھی اچھی لگتی ہے‘‘

(سیرت المہدی جلد دوم تتمہ صفحہ 377)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قادیان سے محبت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو محبت تھی اور کس طرح آپ دیکھا کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’جن مقاموں کے ساتھ خدا تعالیٰ کا تعلق ہوتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے متبرک بنا دیئے جاتے ہیں۔ قادیان بھی ایک ایسی ہی جگہ ہے۔ یہاں خدا تعالیٰ کا ایک برگزیدہ مبعوث ہوا اور اس نے یہاں ہی اپنی ساری عمر گزاری اور اس جگہ سے وہ محبت رکھتا تھا۔ چنانچہ اس موقع پر جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور گئے ہیں۔ اور آپ کا وصال ہوگیا ہے۔ ایک دن مجھے آپ نے ایک مکان میں بلا کر فرمایا کہ محمود دیکھو یہ دھوپ کیسی زردسی معلوم ہوتی ہے۔ چونکہ مجھے ویسی ہی معلوم ہوتی تھی جیسی کہ ہر روز دیکھتا تھا میں نے کہا کہ نہیں اسی طرح کی ہے جس طرح ہر روز ہوا کرتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا نہیں یہاں کی دھوپ کچھ زرد اور مدھم سی ہے۔ قادیان کی دھوپ بہت صاف اور عمدہ ہوتی ہے۔ چونکہ آپ نے قادیان میں ہی دفن ہونا تھا اس لئے آپ نے یہ ایک ایسی بات فرمائی جس سے قادیان سے آپ کی محبت اور الفت کا پتا لگتا تھا۔ کیوں کہ جب کہیں سے جدائی ہونے لگتی ہے تو وہاں کی ذرا ذرا سی چیز سے بھی محبت اور الفت کا خیال آتا ہے تو اس جگہ کی چھوٹی سے چھوٹی چیز سے بھی خدا کے مسیح کو وہ الفت تھی جس کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے۔

(ماخوذ از انوار خلافت، انوار العلوم جلد 3 صفحہ 175)

اللہ تبارک تعالیٰ نے متعدد بار اس کی ترقی کی پیش خبریاں عطا فرمائی تھیں

خدا نے اس ویرانہ یعنی قادیان کو مجمع الدیار بنا دیا کہ ہر ایک ملک کے لوگ یہاں آ کر جمع ہوتے ہیں۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 95)

’’ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلادے گی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔‘‘

(دافع البلاء، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 231)

’’مجھے دکھایا گیا ہے (کہ) یہ علاقہ اس قدر آباد ہوگا کہ دریائے بیاس تک آبادی پہنچ جائے گی۔‘‘

(تذکرہ ایڈیشن ششم صفحہ 666)

ہم نے کشف میں دیکھا کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا اور انتہائی نظر سے بھی پَرے تک بازار نکل گئے۔ اونچی اونچی دو منزلی یا چو منزلی یا اس سے بھی زیادہ اونچے اونچے چبوتروں والی دوکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں اور موٹے موٹے سیٹھ۔ بڑے بڑے پیٹ والے جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے، بیٹھے ہیں اور ان کے بقیہ صفحہ 14 پر

مرسلہ: فائقہ بُشریٰ

ارشاداتِ نور

قسط 8

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

وقتِ معین کی قدر کرو

فرمایا۔اگر اللہ تعالیٰ بندوں کو ان کے اعمال بد پر پکڑنے لگے تو کوئی ایک جاندار بھی زمین پر باقی نہ رہے۔ کُل چرند و پرند جو انسان ہی کے لیے خادم پیدا کیے گئے تھے وہ بھی ساتھ ہی نیست کر دیئے جاویں۔ یہ اس کا بڑا فضل ہے کہ ایک وقتِ معین تک مہلت دی گئی ہے اس کی قدر کرو۔ جب اجل مقدر آ پہنچے گی تو کیا معلوم کہاں پہنچائے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ ہی خبیر و بصیر ہے کہ کیا معاملہ اس کے ساتھ ہو گا۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 10)

دعا اور استخارہ کرنے کی تحریک

فرمایا۔ انسان بالطبع سکھ اور آرام کی تلاش میں لگا رہتا ہے۔ کوئی نوکری کرتا ہے تو اپنے آرام کو نوکری کے متعلق سوچ لیتا ہے۔ نکاح کرتا ہے تو نکاح میں بھی سکھ و آرام کو سوچ لیتا ہے۔لڑکے مڈل تک ہی تعلیم میں جب پہنچتے ہیں تو دل میں کیا کیا خیال کر لیتے ہیں کہ ہم کیا کیا ہو جائیں گے۔ کوئی تو یوں سمجھ لیتا ہے کہ میں ڈپٹی کمشنر ہو جاؤں گا۔ یہ سب خیالی خوشیاں ہوتی ہیں۔اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے،معلوم نہیں کہ کس کام میں ہمیں سکھ ملے گا اور کس کام میں دکھ۔ پس چاہئے کہ کثرت سے دعاؤں اور استخارات کو کیا کرو۔ ملازمت کرو تو کثرت سے استخارات پہلے کر لو۔تجارت کرو تو پہلے استخارات کر لو۔حقیقی سکھ اور دکھ کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 12)

کلیاتِ خمسہ

فرمایا۔مومن کو چاہئے کہ ہر وقت کلیاتِ خمسہ کا پابند رہے۔ ایمان کی حفاظت،نفس کی حفاظت،مال کی حفاظت،عزت کی حفاظت،عقل کی حفاظت۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 13)

نصیحت کی بجائے دعا

فرمایا۔بعض لوگوں کو نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سمجھتے ہیں۔کہ ہم کو یہ بدکار سمجھتے ہیں۔ایک وقت مجھے خیال ہوا کہ کسی شخص کو بہت نصیحت کروں۔ مغرب کی نماز پڑھ رہا تھا معلوم ہوا کہ اس کو نصیحت نہ کی جائے اگر یہ نہ مانے گا تو تجھے جوش آ جائے گا اور اسے ندامت ہو گی۔البتہ دعا کرو،ہمارا اختیار ہے چاہیں تو قبول کریں گے یا نہیں۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 13)

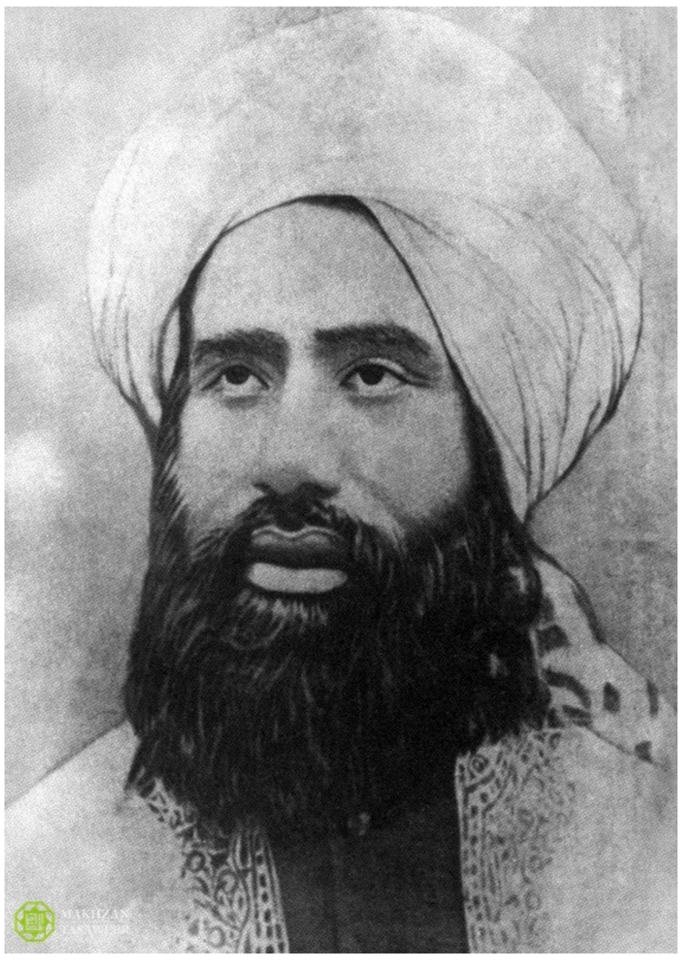

حضرت حافظ حکیم مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ

گناہ سے نفرت کس طرح ہو؟

ایک شخص نے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسا طریق بتلائیں جس سے گناہ سے قطعی نفرت ہو جاوے۔

فرمایا نیکوں کی صحبت اختیار کرو اور موت کو یاد رکھو۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 53)

بنی اسرائیل کون ہے؟

فرمایا۔قرآن شریف میں جہاں اس قسم کے الفاظ آتے ہیں کہ مثلاً یَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ۔ اے بنی اسرائیل۔ وہاں مخاطب کون ہے؟ کیا ہمارے قرآن سنانے کے وقت کوئی یہودی سامنے ہے یا کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہود جمع رہتے تھے؟ نہیں بلکہ وہاں تو اکثر صحابہ ہی جمع رہتے تھے۔ پس ان الفاظ کے مخاطب بھی ہم ہی ہیں۔ یہ بھی عرب میں بیان کا ایک طریقہ تھا۔شاعر کسی پڑوسن کا نام لے کر کچھ بات کرتا تا اور اصل مطلب محبوبہ کو مخاطب کرنا ہوتا۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صاف روایت ہے کہ مَضَوا۔ وہ قوم چلی گئی اب تم مراد رکھے گئے ہو۔ اسرائیل کے معنی ہیں خدا کا بہادر سپاہی۔تم بہادر سپاہی کی اولاد ہو بہادر بنو۔ ان نعمتوں کو یاد کرو جو خدا نے تم پر کیں۔ خدا کے عہد کو پورا کرو۔ مجھے تو ان آیات کو پڑھ کر بہت حیرانی اور دکھ ہوتا ہے کہ مسلمان ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 58)

حضرت علیؓ کی انصاف پسندی

فرمایا۔لکھا ہے کہ حضرت علیؓ اور ایک یہودی کا آپس میں مقدمہ تھا جو حضرت عمرؓ کے پاس دائر ہوا۔حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ ابو الحسن اٹھو اور بیان دو۔غرض یہ کہ وہ اٹھے اور انہوں نے بیان دیا۔ جب فیصلہ ہو چکا تو حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو پوچھا کہ آپ کو برا تو نہیں لگا۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں برا تو لگا ہے۔حضرت عمرؓ نے خیال کیا کہ شاید کھڑا ہونے کو برا مانا ہے۔ مگر حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ مجھے یہ برا لگا ہے کہ آپ نے مجھ تو ابو الحسن کر کے پکارا اور اعزاز دیا اور میرے مدعی کو یہودی نام لے کر پکارا۔ یہ عدل نہیں ہے۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 60)

تکرار مضامین قرآنی کی حکمت

فرمایا۔بعض لوگ نادانی سے اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں بار بار ایک ہی مضمون کیوں ہے۔ دیکھو! یہ انسان کی فطرتی بات ہے جس طرح بار بار سانس لینے کی، کھانے کی، پینے کی، ضروری حاجات کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح قرآن پاک کی نصائح سے سیاہی دل کی دور ہوتی ہے۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 68)

متقی کی تین صفات

فرمایا۔ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ (الفاتحہ:6) میں جو دعا ہے اگر مقبول ہو جاوے تو انسان متقی بن جاتا ہے۔ متقی کی تین صفتیں ہیں۔

1. متقی وہ ہے جو غیب سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاوے۔
2. جس طرح ہو سکے نماز قائم رکھے اور اسے سنوار کر ادا کرتا رہے۔
3. اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہے۔ دینی چندہ دینے میں سست نہ ہو۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 71)

نبی اور رسول کو پہچاننے کا معیار

فرمایا۔ نبی اور رسول کو سچا پہچاننے کا پختہ معیار یہ جان لینا چاہئے کہ اوّل تو یہ لوگ اگلے نبیوں کی ہدایات پر قائم رہتے ہیں۔ ان کی تعلیم ایک ہی ہوتی ہے یعنی خداوند کریم کو ایک مانو،اس کے احکام پر چلو۔ دوم۔ یہ لوگ مخلوق کے بہت خیر خواہ ہوتے ہیں۔ کوئی انہیں ستائے،مارے، تکلیف دے مگر ان کے لیے دعائے نیک مانگتے ہیں۔ ہاں کوئی سخت تکالیف دینے میں حد سے گزر جائے تو معاملہ اللہ پر چھوڑتے ہیں۔سوم۔ اس شہر کے امیر لوگ ان کی پرواہ نہیں کرتے،غریب لوگ ساتھ دیتے ہیں۔ اگر کوئی ایسا نہ ہو تو پھر اسے برخلاف جاننا چاہئے۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 81)

حامد کریم محمود۔ مبلغ سلسلہ ہالینڈ

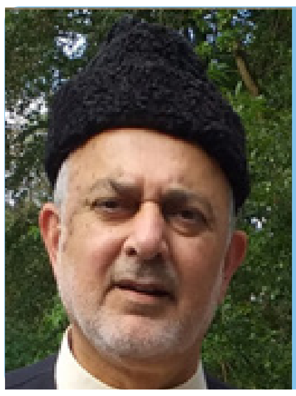

احمدیت کا ورثہ

میرے والد محترم چوہدری فضل کریم مرحوم

دلچسپ خود نوشت حالات، قربانیاں اور افضال الٰہی

خاکسار کے والد محترم چوہدری فضل کریم صاحب، کریم میڈیکل ہال فیصل آباد، اپنے خاندان میں سے اکیلے احمدی ہوئے اور جماعت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے بے شمار انعامات ہمارے خاندان پر فرمائے۔

1997ء میں اباجان میرے پاس پولینڈ چند ہفتوں کے لئے تشریف لائے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خاکسار نے اباجان سے یہ عرض کی کہ آپ ہمیں اپنے احمدی ہونے کے حالات سے آگاہ فرمائیں وہ ان کی زبانی بیان کرتا ہوں۔

میری پیدائش 1918ء میں چک 281 ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی ہے۔ میرے والد کا نام حاجی عمرالدین صاحب اور والدہ کا نام امام بی بی تھا۔ ہم دو بھائی تھے بڑے بھائی کا نام محمد علی جو وفات تک احمدی نہیں ہوئے لیکن مخالفت بھی کبھی نہیں کی بلکہ میرے ساتھ بہت پیار کا سلوک کرتے رہے وہ سندھ میں بھریا روڈ میں آباد ہو گئے تھے۔ میری عمر ایک سال سے کم تھی جب میری والدہ کا انتقال ہوگیا۔ ہمارے گاؤں میں پرائمری اسکول تھا وہاں پانچویں کلاس تک پڑھا، مڈل پکا انّا اسٹیشن اسکول سے کیا، میٹرک کے لئے دسوہہ کے ہائی سکول میں داخل ہوا لیکن نویں کلاس میں تعلیم ختم کردی اور اپنے والد صاحب کے ساتھ زمینداری کا کام دو سال کیا۔ چونکہ زمینداری کا کام مشکل تھا اس لئے گاؤں میں ایک درزی کے پاس سلائی کا کام ایک سال تک سیکھا یہ وہ زمانہ تھا جب زمینداروں کے بچے بھی دوسرے ہنر سیکھنا شروع کر چکے تھے۔ درزی کا کام نسبتاً آسان خیال کیا جاتا تھا۔ 1931ء میں نویں کلاس میں داخل ہوا۔ 1933ء میں لائل پور (فیصل آباد) چلا گیا۔ دو سال تک چنیوٹ بازار میں درزی کا کام سیکھا اس طرح راجہ چوک ریل بازار میں بھی دو سال تک یہ کام کیا۔ گاؤں میں مجھے احمدیت کا تعارف ہو چکا تھا اس لئے لائل پور کی بیت احمدیہ سے رابطہ ہوگیا۔ 1934ء میں بیت احمدیہ لائل پور میں جماعت نے بہت بڑے بڑے جلسے کئے۔ میں نے 1936.37ء میں لائل پور بیت احمدیہ میں جا کر بیعت کی۔

بیعت کے وقت خاکسار کی عمر 18۔19 سال تھی جب میں نے بیعت کر لی تو میرے استاد درزی نے ہمارے گاؤں میں میرے والد صاحب کو پیغام بھجوایا کہ آپ کا لڑکا احمدی ہوگیا ہے، اس کو سمجھائیں، اس پر گاؤں سے میرے والد صاحب ان کے دوست مستری علی محمد صاحب اور چند اور افراد مجھے سمجھانے کے لئے لائل پور آئے۔ میں نے عرض کیا کہ قرآن کریم کے ذریعے مجھے سمجھائیں۔ میں سمجھنے کو تیار ہوں۔ بعد میں میرے استاد نے مجھے احمدی ہونے کی وجہ سے رہائش سے نکال دیا البتہ کام ان کے پاس ہی کرتا رہا۔ بیت احمدیہ والوں نے مجھے بیت الذکر آ کر رہنے کی دعوت دی۔ اس پر ایک سال کے لئے بیت احمدیہ میں ٹھہرا۔

لائل پور کے گول بازار میں ایک سبزی فروش تھا جو زمیندار تھا بالکل ان پڑھ تھا لیکن بہت مخلص احمدی تھا اس کے تعلقات گوکھووال میں مکرم چوہدری عبد الستار احمدی کے ساتھ تھے۔ اس سبزی فروش نے میری شادی کے لئے یہ خاندان تجویز کیا۔ میں نے عرض کیا کہ میرے والدین شامل ہوں تو میں شادی کے لئے تیار ہوں اس پر چوہدری عبدالستار صاحب جو میرے خسر محترم بنے اور چوہدری غلام نبی صاحب نمبر دار گوکھووال سے ہمارے گاؤں گئے اس وقت میں بھی اپنے گاؤں میں موجود تھا۔

میرے والد صاحب متعصب نہیں تھے، وہ پیروں فقیروں کو مانتے تھے، اس لئے مجھ پر زیادہ تشدد نہیں کیا۔ جب میں ابھی پانچ چھ ماہ کا بچہ تھا اس وقت میری منگنی میری والدہ نے میری ماموں زاد سے کر دی تھی لیکن جب میں احمدی ہوگیا تو میرے ماموں نے یہ رشتہ دینے سے انکار کر دیا۔ میرا رشتہ دیکھنے کے لئے میری سوتیلی والدہ گوکھووال گئیں۔

میری منگنی مکرم چوہدری عبدالستار صاحب آف گوکھووال کی بیٹی امتہ الشریف صاحبہ کے ساتھ ہوگئی۔ 1938ء میں ہماری شادی ہوگئی۔ دو اکھٹری سے بارات تیار ہو کر بذریعہ ٹرین اور تانگوں پر گوکھوال آئی۔ مکرم سید عنایت حسین شاہ صاحب نے میرا نکاح پڑھا۔ ہمارے گاؤں میں مکرم شاہ صاحب کا بہت اچھا اثر و رسوخ تھا۔ شادی کے بعد لائل پور بیت کی پچھلی گلی منشی محلّہ میں ایک مکان تین روپے کرایہ پر حاصل کیا۔ بعد میں ڈگلس پورہ محلّہ میں ایک چوبارہ بازار میں کرایہ پر لیا۔

میری پہلی بیٹی امتہ اللہ لائل پور میں محمد پورہ میں پیدا ہوئی۔ یہ مکان بہت بڑا تھا جس میں مل کر تین خاندان رہتے تھے۔ بعد میں میرے خسر محترم نے گوکھوال بلالیا۔ چنانچہ گوکھوال میں ایک بہت بڑے احاطے میں تین خاندان مل کر رہنے لگے۔

1942ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تحریک پر کثرت سے احمدی نوجوان فوج میں بھرتی ہو گئے۔ میں نے فیروز پور میں فوجی ٹریننگ حاصل کی۔ چھ ماہ تک فوج کے سِپلائی کے محکمہ میں ڈیوٹی دیتا رہا۔ ٹریننگ کے بعد آسام بھجوا دیا گیا۔ کل ساڑھے چار سال فوج میں رہا۔ وہاں سے بذریعہ جہاز برما بھجوا گیا۔ رستہ میں چٹا گانگ اتر کر فوجی جیپوں کے ذریعے برما گیا۔ دوسری جنگ عظیم برما میں لڑے۔

میری دوسری بیٹی سعیدہ پیدا ہوئی جو پانچ سال کی عمر میں فوت ہو گئی۔ بعد میں ایک بیٹا 1947ء میں راشد پیدا ہوا جو گرم ابلتے ہوئے پانی میں گر کر جل گیا اور پندرہ بیس دن بعد فوت ہوگیا۔ سعیدہ اور راشد دونوں گوکھوال میں فوت ہوئے۔ راشد کی عمر سوا دو سال تھی۔ 1945ء-1950ء میں اپنا مکان گوکھوال میں تعمیر کیا۔ اس وقت اینٹ 25 روپے فی ہزار تھی۔ تقسیم ملک سے پہلے لائل پور میں ایک ہندوؤں کی دوکان پر میں کام کرتا تھا۔ جان محمد اس وقت بیت احمدیہ لائل پور کی دکان میں ٹیلرنگ کا کام کرتے تھے۔ یہ میرے شاگرد تھے۔

1944ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے یہ تحریک بھی فرمائی کہ سابق فوجی واپس آ کر وقف کریں۔ میں نے آ کر رپورٹ کی۔ حضور نے فرمایا کہ میں تحریک جدید میں چوہدری عبد الکریم صاحب کو رپورٹ کروں۔ اس تحریک کا نام حضور نے وقف تجارت رکھا تھا۔ عبد الکریم صاحب نے کہا کہ آپ اپنے طور پر تجارت کریں۔ آپ کا یہی وقف شمار ہوگا۔ چنانچہ میں واپس لائل پور آ کر کارخانہ بازار میں ایک ہندو کی کپڑے کی دکان میں سلائی کا کام شروع کیا۔ میرا ایک شاگرد جان محمد میرے ساتھ بھی کام کرتا تھا۔ کام اچھا چل پڑا۔

فوج سے واپس آ کر وقف کی غرض سے جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو ایک دوربین جو فوج سے ساتھ لایا تھا حضور کی خدمت میں تحفۃً پیش کی جو حفاظت مرکز میں منارۃ المسیح پر استعمال میں آتی رہی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے پاکستان روانگی پر قادیان کے امیر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو مقرر فرمایا۔ حضور کی روانگی کے بعد پہلے قافلے میں حضرت مولوی شیر علی صاحب، خاندان کی بعض مستورات اور تفسیر انگریزی بھجوائی گئی۔ آخری قافلہ دسمبر 1947ء میں خاکسار کے ساتھ پاکستان آیا۔

میں نے اپنے کپڑے وغیرہ سامان لائل پور میں ہندوؤں کی دکان پر رکھا تھا اور حفاظت مرکز کے لئے خود قادیان چلا گیا تھا۔ واپس آیا تو ہندوؤں کی دکان مسلمانوں کو الاٹ ہو چکی تھی۔ چنانچہ میرا سارا سامان ضائع ہوگیا۔ میں نے واپس آ کر لوگوں کو ان کا نقصان رقم کی صورت میں ادا کیا۔ میری مشینیں گھر میں تھی اس لئے بچ گئی۔ سب سے پہلے بیت احمدیہ لائل پور کی دکان کرایہ پر لی۔

1948ء میں ساڑھے تین روپے ماہانہ کرایہ تھا۔ کچھ کپڑا خرید لیا اور ساتھ کاریگر رکھ لئے اور دکان شروع کر دی۔ فوج سے چار پانچ

ہزار روپیہ مجھے ملا تھا اس رقم سے یہ کاروبار شروع کیا کام اچھا چل پڑا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نوجوان اور خاص طور پر سابق فوجی فرقان فورس میں کشمیر ڈیوٹی پر جائیں۔ چار پانچ ماہ میں نے دکان چلائی کپڑا اور مشین گھر رکھ کر فرقان فورس چلا گیا۔ پہلے سرائے عالمگیر، بھمبر، سوکھا تالاب گئے۔ چار پانچ ماہ تک وہاں ڈیوٹی دی۔ میرے ساتھ مکرم میر داؤد احمد پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ، مکرم میر مسعود احمد اور صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب وہاں ڈیوٹی دیتے تھے اور یہ سارے میرے ساتھ ایک ہی سیکشن میں تھے۔ مجھے آخر پر کمپنی کمانڈر یا امام کمانڈر بنا دیا گیا۔

مکرم مولانا محمد احمد ثاقب پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ میرے نائب کے طور پر کام کرتے تھے۔ ہماری کمپنی میں ایک نوجوان منظور احمد بہاولپور کے تھے اس جگہ شہید ہوئے۔ ایک دو زخمی بھی ہوئے، زیادہ بمباری ہمارے علاقے میں ہی ہوتی تھی۔حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث) ایک دن معائنے کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ ایک رات انہوں نے کافی فائرنگ کروائی۔ ہمارے نوجوان بہت بہادری سے پٹرولنگ پر جاتے تھے دشمنوں کے علاقوں میں ہو کر آتے تھے۔ اس وقت بکرا بہت سستا ہوتا تھا۔ چھ سات روپے میں بکرا آجاتا تھا۔ ہم سب مل کر رقم اکٹھی کر کے بکرا خرید لیتے اور ذبح کر لیتے۔ ہمارے لئے جو سپلائی خچروں پر آتی تھی وہ رستے میں بعض اوقات پانی میں بہہ جاتی تھی۔ ہماری کمپنی کا نام C کمپنی تھا۔

1948 ء میں ہی فرقان فورس سے واپس آ گیا۔ لائل پور بیت احمدیہ کی دکان میں جو کپڑا رکھ گیا تھا اس سے دوبارہ کاروبار شروع کیا۔ جو کپڑا تین چار ہزار روپے کا خریدا تھا اس کی قیمت آدھی رہ گئی تھی۔ملوں کا کپڑا انڈیا سے آنا شروع ہوگیا۔ پورے پاکستان میں صرف ایک ہی کاٹن کی مل ہوتی تھی جو لائل پور میں تھی۔ اس وقت چینی تین آنے سیر اور گھی ایک روپے کا سیر ہوتا تھا۔ چنانچہ دوبارہ بزنس شروع کیا کاریگر ساتھ رکھ لئے۔

1953ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر احمدی ایک ہنر ضرور سیکھے۔ اس وقت میں خدام الاحمدیہ لائل پور کا قائد اور سیکرٹری تحریک جدید تھا۔ یہ ڈیوٹی بہت لمبا عرصہ تک انجام دیتا رہا۔ حضور کی اس تحریک پر میں نے لائل پور کے اللہ جوائی ہسپتال میں مکرم ڈاکٹر شمس الدین صاحب کے پاس ڈسپنسری کی ٹریننگ لینا شروع کر دی۔ 1957 ء میں ملتان میں ڈسپنسر کا امتحان دیا۔تھیوری میں پاس ہوگیا۔لیکن پریکٹیکل میں فیل ہوگیا کیونکہ مجھے ٹریننگ کے لئے وقت بہت تھوڑا ملا تھا۔ 1958ء میں لاہور کنگ ایڈورڈ کالج میں دوبارہ امتحان دیا اور پاس ہوگیا۔

اس دوران دکان میں مزید کپڑا خرید کر رکھا اور اس دکان کے ایک کونے میں ایک میز رکھ کر دوائیاں رکھ لیں۔ ڈاکٹری کا کام آہستہ آہستہ چل پڑا۔ بیت احمدیہ لائل پور کے سامنے بھائی شیخ غلام محمد صاحب کی دکان میں نصف دکان خرید لی۔ اس طرح اس کے ساتھ ایک دکان مشتاق سلائی مشین والوں سے خرید لی۔ گویا میری ڈیڑھ دکان ہوگئی۔ بھائی غلام محمد صاحب والی دکان میں درزی بٹھا دئے اور ساتھ والی دکان پر ادویات کا کاروبار شروع کر دیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ادویات کا کاروبار بہت اچھا ہو گیا بعد میں بیت احمدیہ والی دکان کرایہ پر لے کر جان محمد اور محمد شریف کو وہاں شفٹ کر دیا۔ اپنی دکان پر اسٹور کے لئے گیلری بنائی۔ اپنی بیوی کے نام 14 ہزار روپے سے مکان خریدا۔ 1962ء میں کریم نگر والی زمین خریدی نیز ماسٹر محمد شفیع کی دکان جو ہمارے ساتھ لگتی تھی۔ اس کا پچھلا حصہ 80 ہزار روپے میں خریدا۔ اگلے سال اس دکان کا اگلا حصہ میں نے ایک لاکھ آٹھ ہزار روپے میں خریدلیا۔ گویا اس وقت ہمارے پاس ڈھائی دکانیں تھیں۔ بیت احمدیہ کی دکان ہمارے پاس 32۔33 سال کرایہ پر رہی۔

ہماری رہائش چونکہ گوکھوال میں تھی اور روزانہ آنا جانا پڑتا تھا ایک احمدی دوست شیخ محمد حنیف جو کہ کریسنٹ ملز میں ہیڈ اکاؤنٹنٹ تھے انہوں نے خاکسار کو تحریک کی کہ یہ زمین (کریم نگر) برائے فروخت ہے۔ آپ جماعت میں تحریک کریں۔ خاکسار نے امیر صاحب لائل پور کی خدمت میں عرض کیا امیر صاحب نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ ابتداء میں 14 احمدیوں نے پلاٹ خریدے۔ میرے دو پلاٹ 5.5 مرلے کے تھے۔ اس وقت 250 روپے فی مرلہ قیمت تھی اور کونے والے پلاٹ پر 50روپے بیت فنڈ کے طور پر مقرر کیا گیا۔ 1963 ء میں مکان بنانا شروع کیا۔ شروع میں بلڈنگ میٹیریل لانا کافی مشکل کام تھا۔ کیونکہ اردگرد سارے کھیت تھے اور پانی کے کھالے بند کرنے پڑتے تھے اور پھر دوبارہ انہیں بنانا پڑتا تھا۔ میرے بڑے بھائی محمد علی صاحب نے سندھ سے آکر تعمیر مکان کا کام اپنی نگرانی میں کروایا۔

گوکھوال سے شہر والے مکان میں 1970 ء میں شفٹ ہوئے شروع میں مکان مکمل کروا کر کرایہ پر دیا۔ کریم نگر کا نام حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب امیر جماعت احمدیہ لائل پور نے تجویز فرمایا۔حضرت امیر صاحب ہمارے محلّہ میں کسی احمدی کے مکان کی افتتاحی تقریب میں تشریف لائے تھے۔ اس موقع پر یہ نام رکھا گیا۔شروع میں رجسٹری کروانے میں کافی مشکلات ہوتی رہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ساری مشکلات دور فرما دیں۔ میں قریباً شروع سے اپنے محلہ کا صدر جماعت رہا ہوں۔ درمیان میں ایک بار شیخ عبد القادر صاحب اور حافظ محمد اکرم صاحب تھوڑے عرصہ کے لئے صدر مقرر ہوئے تھے۔ خاکسار فیصل آباد میں ایک لمبے عرصہ سے ناظم ایثار بھی رہا۔

جماعت احمدیہ کے خلاف پاکستان میں کلمہ کیس سب سے پہلے ہمارے محلے میں ہوا۔شروع میں 22 احمدیوں کے خلاف یہ کیس رجسٹر ہوا اور بعد میں 35 افراد کے خلاف ہوگیا۔عید الفطر، عید الاضحیٰ اور جمعۃ الوداع کے موقع پر ہمارے خلاف کیس ہوئے جس میں خاکسار، میرے بیٹے رافع کریم، اور رافت کریم بھی شامل تھے۔ 1985ء میں خاکسار کو اپنے بچوں سمیت چار پانچ دن اسیر راہ مولیٰ بننے کا شرف حاصل ہوا جس میں 10۔ 12 احمدی اور بھی تھے۔جیل میں ہم نے ایک کاتب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار جیل کی دیواروں پر بہت خوبصورت اور موٹے الفاظ میں لکھوائے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے احمدیت کے صدقے خاکسار پر بے انتہا انعامات فرمائے۔ مال دیا، کثرت سے اولاد دی ایک بیٹے حامد کریم کو وقف کرنے کی توفیق دی۔ اللہ تعالیٰ اس کا وقف قبول فرمائے۔ بے شمار پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں بھی اللہ تعالیٰ نے عطا کئے۔

خاکسار کی فیملی میں کسی اور کو احمدی ہونے کی توفیق نہیں ملی اور اگر ان کا ہمارے خاندان سے جو احمدی ہیں مقابلہ کیا جائے تو ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے انعامات ہم پر زیادہ ہیں۔

میرے والد صاحب نے تین بار حج کئے اسی طرح والدہ صاحبہ نے بھی حج کیا۔ والد صاحب نے احمدیت کی مخالفت کبھی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو احمدیت کے نور سے منور فرمائے۔شروع سے لے کر آج تک خلیفہ وقت کی ہر تحریک میں شامل ہونا باعث برکت سمجھتا رہا ہوں۔تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں بھی شامل ہوں اور یہ ساری برکات خلافت سے وابستگی کے نتیجہ میں حاصل ہوئیں۔ الحمد للہ

احسان علی سندھی

جماعت منڈیالہ وڑائچ کے مخلصین کا ذکر

مکرم عبدالواحد گجر (مرحوم)

جماعت احمدیہ منڈیالہ وڑائچ کے سابق صدر جماعت اور کافی عمر رسیدہ شخص تھے۔ جماعت منڈیالہ وڑائچ کے بنانے میں آپ کا کلیدی کردار تھا۔اور مسجد کی تعمیر میں بھی آپ پیش پیش تھے۔ اس مسجد کے افتتاح کے وقت (جو غالباً 1962ء میں ہوا تھا۔) صدر جماعت آپ تھے۔پیرانہ سالی کے باوجود باقاعدگی سے نماز ادا کرنے مسجد میں آتے۔ مسعود احمد گجر آپ کے بیٹے ہیں۔آپ نے پنجابی زبان میں آمد امام مہدی کے حوالے سے بہت اشعار یاد کیے ہوئے تھے اور بہت جوش سے سنایا کرتے تھے۔

مکرمہ نجمہ بی بی (مرحومہ)

نجمہ بی بی مکرم مسعود احمد گجر کی اہلیہ تھیں۔آپ انتہائی مخلص خاتون خانہ تھیں۔جماعت کے مہمانوں کی عزت و اکرام کرنا،مہمانوازی کرنا آپ کا ذاتی وصف تھا۔ خاکسار اکثر نماز فجر کی ادائیگی کے بعدعبدالواحد صاحب کے ساتھ ان کے گھر چلا جاتا جہاں آپ اپنی مہمان نوازی سے مجھے عزت بخشتیں۔آپ کے گھر میں MTA نہیں آتا تھا۔ اس مقصد کے لئے آپ نے رقم دی کہ میں ڈش انٹینالا کر MTA سیٹ کردوں۔مجھے اس نیک کام کی سعادت ملی چنانچہ جب MTA سیٹ ہوگیا تو تمام عزیز واقارب خطبہ سننے آپ کے گھراکٹھے ہوجایا کرتے تھے۔اپنی فیملی کا چندہ اپنے ہاتھوں سے ادا کرتی تھیں۔اکثر مجھ سے دعائیہ خطوط لکھوا کر پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ارسال کرتیں۔شادی کے بعد جب میں اہلیہ کے ہمراہ ملاقات کے لئے گیا تو بہت خوش ہوئیں۔

محترمہ کلثوم بی بی (مرحومہ)

آپ چوہدری محمد صالح صاحب کی زوجہ اور مکرم پروفیسر محمد سہیل احمد کی والدہ تھیں۔ بہت نیک اور غریب پرور خاتون تھیں۔ مجھے اپنے بچوں کی طرح عزیز رکھتی تھیں بلکہ جب تک کہ میری شادی نہیں ہوئی آپ نے بالکل اپنی سگی اولاد کی طرح میری تمام ضروریات کا خیال رکھا۔میری اہلیہ کو بھی اپنی بیٹیوں جیسا پیار دیا۔مہمانان کا بہت اکرام کرتیں اور پڑوسیوں کے ساتھ بھی حسن معاشرت قائم رکھتیں۔ ہرکسی کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرتیں۔ مجھے میری شادی کے موقع پرمعلم ہاؤس کے کچن کا سامان آپ نے بطور تحفہ دیا۔ جب آپ ہجرت کر کے ربوہ اپنے بیٹوں مکرم نسیم احمد اور مکرم منیر احمد کے پاس شفٹ ہوئیں تو آپ کی جدائی سے اہلیان منڈیالہ اداس ہو گئے۔ آپ نے منڈیالہ میں بہت یادگار وقت گزارا تھا۔

مکرم منور احمد ککے زئی مرحوم

مکرم منور احمد ککے زئی مرحوم (ابن محمد عمر ابن حضرت شیخ فقیر علی صاحب رضی اللہ عنہ) پیشہ کے لحاظ سے پٹواری تھے۔ بعد ازاں قانون گو بھی بن گئے۔ بہت پیارے انسان تھے۔ پانچ وقت کی نماز کے پابند تھے۔اپنے بچوں کو بھی نماز کی ادائیگی لئے ساتھ لاتے تھے۔

قبولیت دعا کا واقعہ

منور احمد ککے زئی صاحب کا گھر گلی میں مسجد سے کچھ فاصلے پر تھا، میں نے منور احمد صاحب سے کہا کہ آپ بچوں کے ساتھ مسجد میں آ کر نماز ادا کیا کریں۔اس کے بعد آپ نے بچوں کے ہمراہ مسجد میں نماز ادا کرنی شروع کر دی۔ مگر چندروز بعد منور احمد صاحب رک گئے میرے استفسار پر کہنے لگے کہ میری رہائش گاہ کے قریب ایک غیر احمدی حضرت مسیح موعودؑ کو گالیاں دیتا ہے،وہ ہم سے برداشت نہیں ہوتی اور آپ ہمارے لیے دعا کریں۔ میں نے بھی اور دوسرے دوستوں نے بھی دعا کی کہ اے خدا! منور احمد صاحب کے راستے میں آسانی کے سامان پیدا کر اور حضرت مسیح موعودؑ کو گالیاں دینے والوں سے خود مقابلہ کر۔ کچھ دنوں بعد اس شخص کی وفات ہوگئی اور منور احمد صاحب اپنے بچوں کے ساتھ نماز پڑھنے آنے لگے۔

آپ نہایت غریب پرور اور مہمان نواز تھے۔حضور انور ایدہ اللہ کا خطبہ باقاعدگی سے سنتے تھے۔قرآن کریم اس غرض سے سناتے کہ میں انکی درستی اور اصلاح کرسکوں۔آپ نے اور آپ کی اہلیہ نے اپنے بچوں کی بہت عمدہ تربیت کی۔ آج تک آپ کی اولاد میں نیکی، اطاعت کا جذبہ پایاجاتا ہے۔

2005ء کے زلزلہ میں آپ کی ڈیوٹی حکومت کی جانب سے راولاکوٹ سامان پہنچانے کی لگی تھی۔ اس سفر میں آپ مجھے بھی اپنے ہمراہ لے گئے ہمارے ساتھ ایک شیعہ صاحب بھی شریک سفر تھے۔جنہیں احسن رنگ میں تبلیغ کرنے کا موقع بھی ملا۔ راستے میں زلزلے کی وجہ سے بہت بے سروسامانی کی حالت میں لوگ ملے جن کی حسب استطاعت مدد بھی کی۔اللہ تعالیٰ منور احمدمرحوم کے درجات بلند کرے جنت الفردوس میں جگہ دے۔ (آمین)

مکرم ارشد احمد احسان کالونی والے (مرحوم) ارشد احمد صاحب بہت اچھے انسان اوراطاعت کا کامل نمونہ تھے۔ آپ لوگوں سے بہت محبت کرتے تھے۔غریب آدمی تھے اور محنت مزدوری کرتے تھے۔ایک مرتبہ معلم ہاؤس میں کچھ کام کروانا تھا۔ آپ بہت محنت سے شہر سے سامان لے کرآتے رہے اور کام کی اجرت لینے سے بھی انکار کر دیا، تو میں نے اصرار کرکے انعام کے طور پر آپ کومعقول رقم ادا کر دی۔ آپ کا گھر معلم ہاؤس سے دور تھا مگر پھر بھی آپ اپنی فیملی کے ہمراہ جمعہ کی ادائیگی کے لئے باقاعدگی سے آتے۔ ارشد صاحب حضور انور کا خطبہ بھی باقاعدگی سے سنتے تھے۔

دنیا کے تازہ حالات میں دعا کی تازہ تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 4/ مارچ 2022ء میں دنیا کے موجودہ حالات کے حوالے سے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

’’جو آج کل کے حالات ہیں دنیا کے، جنگوں کے، اس کے لئے دعا کریں۔خوفناک سے خوفناک تر ہوتے جا رہے ہیں۔ اب تو ایٹمی جنگ کی بھی دھمکیاں دی جانے لگیں ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا ہے اور کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ خوفناک نتائج ہوں گے۔ اس کے نتائج اگلی نسلوں کو بھی بھگتنے پڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ان لوگوں کو عقل دے۔

ان دنوں میں درود بہت پڑھیں۔ استغفار بھی بہت کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرمائے اور دنیا کے لیڈروں کو بھی عقل اور سمجھ عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک وقت میں جماعت کو خاص طور پر تلقین فرمائی تھی کہ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کی دعا بہت پڑھا کرو اور فرمایا تھا کہ رکوع کے بعد کھڑے ہو کے یہ دعا کیا کریں۔تو اس کو بھی آج کل بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ حسنات سے بھی نوازے اور ہر قسم کے آگ کے عذاب سے سب کو بچائے۔‘‘

(ادارہ)

اطفال کارنر

تقریر

مختلف زبانیں سیکھنے کی اہمیت

؎ ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کا شغر

اسلامی نقطہ نگاہ سے دنیا کی تمام اطراف میں بسنے والی قومیں ایک جان ہیں۔ اسلامی پلیٹ فارم ان کی آماجگاہ ہے ان میں اتحاد ضروری ہے تا تمام قومیں گھل مل کر رہیں اس کے لیے ہر مسلمان کو بالخصوص ایک «وقف نو» احمدی مسلمان کو دنیا بھر میں بولی جانے والی زبانوں کا سیکھنا ضروری ہے تا ان میں گھل مل سکیں۔ ان کا کلچر جاننے کے لیے، ان تک اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے آسانی ہو سکے۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا:

کہ علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین جانا پڑے۔ اس میں در اصل آخری زمانہ کے لئے ایک پیشگوئی بھی تھی کہ مختلف زبانوں میں علم سیکھنے کے لیے دور دور کے ملکوں میں جیسے چین جاؤ۔ جماعت احمدیہ نے اپنے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کی اس مبارک تحریک کو سمجھا اور بہت سے احمدی احباب کو چین بھجوا کر چینی زبان سکھلائی اور آج روئے زمین میں صرف احمدی جماعت ہے جس کو چینی زبان میں عظیم کتاب قرآن کریم کا ترجمہ کرنے کی سعادت ملی اور دیگر لیٹریچر بھی تیار ہوا۔جس کی بدولت دہریہ و کیملسٹ ملک چین میں آنحضور ﷺ کا پیغام احسن رنگ میں پہنچ رہا ہے۔ اسی طرح دنیا بھر کی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم لازماً اچھے نتائج پیدا کریں گے۔ اس وقت بھی 70 سے زائد زبانوں میں تراجم دنیا میں تبدیلی پیدا کر رہے ہیں۔ زبانیں سیکھنے کا ایک اہم فائدہ یہ بھی ہے کہ جو زبان ہم سیکھیں گے اس قوم میں ان کے حلقہ احباب سے دعوت الی اللہ کا کام بھی احسن طریق سے ہوگا۔ جیسے جب میں سیرالیون میں تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وہ قوم ان غیر ملکی بچوں سے زیادہ پیار کرتی تھی جو ان کی لوکل زبان بول لیتے ہیں۔ میں نے اسلام آباد میں دیکھا تھا کہ جو فارنر اردو بول لیتا ہے وہ ہمیں زیادہ پیارا لگتا ہے۔ اس لیے کسی قوم کا پیارا بننے کے لئے، ان کا پیار حاصل کرنے کے لئے ان کی لوکل زبان پر عبور حاصل کرنا ضروری ہے۔ پھر صحیح معنوں میں دعوت الی اللہ ہوگی۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

اس وقت دو زبانوں کے متعلق ہمیں بہت فکر کرنی چاہیے۔

1۔عربی۔ جو ہماری پیاری کتاب قرآن کریم کی زبان ہے اور پیغام پہنچانے کے لئے قرآن کے اصل متن کو سمجھنا ضروری ہے جس کے لئے عربی کا آنا ضروری ہے۔

2۔ انگریزی۔ جو دنیا بھر میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان ہے۔جس خطہ زمین میں بھی ہوں اس زبان سے ہم اپنا مافی الضمیر بیان کر سکتے ہیں۔

اور ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ جو بابرکت تحریک وقف نو کے بانی تھے کی یہ خواہش تھی کہ ہر وقف نو بچہ کم از کم دو غیر ملکی زبانیں سیکھے۔ اب ہمارے موجودہ امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس طرف توجہ دلا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس نصیحت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(فرخ شاد)

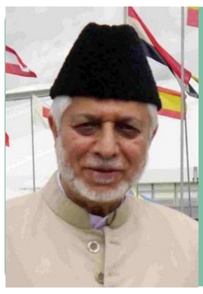

مولانا عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل لندن

ایک ایمان افروز یادگار واقعہ

1971ء کی بات ہے ہمارے نہایت ہی مخلص جمن احمدی بھائی ڈاکٹر محمد عبد الہادی اطالو کیوسی صاحب (جو اسپرانٹو زبان کے ماہر تھے اور اس زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کی بھی سعادت حاصل کر چکے تھے) ایک کانفرنس میں شمولیت کے سلسلہ میں فرانکفورٹ سے لندن تشریف لائے۔ چند روز یہاں مشن ہاؤس میں قیام کیا۔مشن میں ان کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد ہوئی۔ اس میں انہوں نے مختصر تقریر کی اور آخر میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درج ذیل یہ دو اردو اشعار، جو انہوں نے بہت کوشش اور عمدگی سے یاد کئے تھے، نہایت خوش الحانی سے پُرسوز آواز میں ترنّم کے ساتھ پڑھ کر سنائے:

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
ہو رہے ہیں چشمہ ٔ توحید پر از جاں نثار

مکرم ڈاکٹر صاحب کی پُرسوز آواز نے ایک عجیب سماں پیدا کر دیا اور یہ دیکھ کر کہ یہ الفاظ ایک ایسے نومسلم کی زبان سے ادا ہو رہے ہیں جو اپنے اخلاص اور ایمان میں ایک نمونہ ہے اور پھر اس کا اپنا وجود سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عظیم الشّان پیشگوئی کی صداقت کا زندہ ثبوت ہے،

سامعین پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ کے اس نشان کو بچشم خود پورا ہوتے دیکھ کر خوشی اور شکر کے ملے جلے جذبات کے ساتھ ہر آنکھ اشکبار تھی اور دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز۔ واقعی یہ ایک غیر معمولی روحانی تجربہ تھا۔

خدا کرے کہ اہل مغرب کے دلوں میں پاک تبدیلی کے یہ آثار بہت جلد اپنے کمال کو پہنچیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دیارِ مغرب ومشرق کو اسلام کے نور سے منوّر کر دے، آمین۔

نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن

23/ مارچ یوم تاسیس جماعت احمدیہ

23/ مارچ کا دن اسلام اور احمدیت کی تاریخ میں غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ وہ دن ہے جس میں حق کے طالبوں نے مامور زمانہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ’’سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کی راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ غدارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لیے‘‘ ہندوستان کے ایک معمولی شہر لودھیانہ کے محلہ جدید میں حضرت صوفی احمد جان صاحب مرحوم کے سادہ سے مکان کی ایک کچی کوٹھڑی میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے اس جماعت کی بنیاد رکھی جو آج مسلمان فرقہ احمدیہ یا جماعت احمدیہ کے نام سے دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہے اور خدا کی تائید و نصرت کے نشانات کے ساتھ اس کی حفاظت میں ہر لحظہ مستحکم سے مستحکم تر ہوتے ہوئے ان اغراض و مقاصد کو پورا کرتے ہوئے مسلسل آگے بڑھ رہی ہے جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس جماعت کے قیام کے وقت پیش فرمائے تھے اور پھر بعد میں بھی مختلف اوقات میں اس سلسلہ میں نہایت اہم ہدایات اس سلسلہ کی ترقی کے سلسلہ میں بیان فرماتے رہے۔

دنیا میں بڑے بڑے بلند ارادوں کے ساتھ مختلف تنظیمیں اور جماعتیں قائم کی جاتی ہیں لیکن بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بانی جماعت کی وفات کے بعد لوگ اصل مقصود و مدعا کو بھلا کر مختلف راستوں کی طرف نکل جاتے ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ کے ساتھ یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ خود اس کی حفاظت فرمائے گا۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام کو الہاماً یہ فرمایا گیا تھا کہ

’’تو میری اجازت سے اور میری آنکھوں کے روبرو یہ کشتی تیار کر‘‘

اور آپ نے الٰہی وعدوں پر بنا کرتے ہوئے یہ بشارت دی کہ

’’خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور حقیقی امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔ سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہو گا اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوت دے گا اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔

وہ جیسا کہ اس نے پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزار ہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کو نشوونما دے گا۔ یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کی چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لیے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے۔‘‘

چنانچہ آج نظام خلافت مسیح موعودؑ سے وابستہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے جماعت احمدیہ کے افراد ان سب فرمودات کی صداقت پر گواہ ہیں۔ ہزار ہا صادقین اس مبارک سلسلہ میں داخل ہو رہے ہیں اور ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہے۔ منکرین و معاندین کو یہ کثرت و برکت شدید غصہ دلا رہی ہے اور یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ کا مضمون بڑی شان کے ساتھ ظاہر ہو رہا ہے اور بلاشبہ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ جماعت احمدیہ کے افراد اسلامی برکات کے لیے بطور نمونہ کے ہیں۔ اور چاروں طرف اسلام کی روشنی کو پھیلانے کے لیے جان، مال، عزت و آبرو سب کچھ قربان کرنے پر مستعد ہیں۔

پس 23/ مارچ کا دن جہاں ہمیں حضرت مسیح پاک علیہ السلام اور ان کے ابتدائی بیعت کنندگان کی محبت بھری یاد دلاتا ہے جن کے ذریعہ ’’تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کا آغاز ہوا‘‘ وہاں یہ دن ہمیں ان دس شرائط بیعت کی بھی یاد دلاتا ہے جن کی بنیاد پر ہم یا ہمارے اسلاف اس جماعت میں داخل ہوئے۔ اور اس دن خاص طور پر ہمیں ان شرائط بیعت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے نفوس کا محاسبہ کرنا چاہیے اور اپنی کمزوریوں پر نظر کرتے ہوئے دعا اور توجہ الی اللہ کے ذریعہ اپنے نفوس کی اصلاح کی طرف خصوصیت سے متوجہ ہونا چاہیے تا ایسا نہ ہو کہ ہم کسی کوتاہی یا غفلت کی وجہ سے عند اللہ اس جماعت سے باہر متصوّر ہوں۔

اسی طرح یہ دن ہمیں یہ بھی یاد دلاتا ہے کہ ہم ایک واجب الاطاعت امام کے ہاتھ پر جمع ہونے والی روحانی جماعت ہیں اور ہماری تمام تر روحانی زندگی کی تازگی اور نشوونما اور بقا کا انحصار اس امام سے سچی اور کامل وابستگی میں ہے جو آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں اور آپ کی غلامی میں ہماری تربیت باطنی میں مصروف ہے اور جو ہمیں ہر قسم کی آلودگی سے صاف کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے اس روحانی طاقت کو طلب کرتا ہے جس کے برقی اثر سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد اور ہلکا پھلکا ہو کر خدا تعالیٰ کی محبت کی راہوں میں تیزی سے آگے بڑھنے لگتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 23/ مارچ 1889ء کو جو عہد بیعت لیا اس میں ایک نہایت اہم عہد یہ تھا کہ ’’دین کو دنیا کے آراموں اور نفس کی لذات پر مقدم رکھوں گا‘‘ اور دراصل اس زمانہ میں دین اسلام کے احیاء اور تمام ادیان پر اس کے کامل غلبہ کے لیے یہ نہایت اہم اور بنیادی تقاضا ہے جسے پورا کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ کیونکہ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے ذریعہ اسلام کا عالمگیر غلبہ مقدر فرمایا ہے۔ بظاہر اس چھوٹے سے اقرار میں ذمہ داریوں کا ایک پہاڑ ہے جو اٹھایا جاتا ہے اور یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ اپنے تمام معاملات میں اور تمام امور دینی و دنیوی میں خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کے دین کی اغراض کو فوقیت دیں گے۔ اور درحقیقت ایسے ہی لوگ ہیں جن کے متعلق قرآن کریم نے یہ بشارت دی ہے کہ وہی سچے مومن ہیں اور وہی ہیں جنہیں ملائکہ کی تائید حاصل ہوتی ہے اور وہی حقیقت میں خدا کا گروہ ہے اور کامیابی بھی انہی کے لیے مقدر ہے۔

اس کے برعکس وہ لوگ جنہیں ان کے آباؤ اجداد، ان کی اولادیں، ان کے عزیز و اقارب، خاندان، اموال اور تجارتیں اور جائیدادیں اللہ اور رسول کے مقابل پر زیادہ عزیز ہوں اور خدا کی راہ میں جہاد پر انہیں ترجیح دیتے ہوں وہ خدا کی نظر میں فاسق کہلاتے ہیں اور ایمان سے باہر نکل جانے والے ہیں۔ پس دین کو دنیا کے آراموں اور نفس کے لذات پر مقدم رکھنے کا عہد دراصل خدا اور خدا کے رسول کو مقدم رکھنے کا اعلان و اقرار ہے۔ اور لازم ہے کہ ایسا اقرار کرنے والے کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو اور اس کے خدا والا ہونے کی علامتیں اس میں ظاہر ہوں۔

اس زمانے میں جب کہ ہر طرف مادیت کے عفریت نے انسان کو اپنے شکنجے میں لے رکھا ہے دین اور دینی اغراض کو دنیا کے آراموں پر مقدم رکھنا غیر معمولی قربانی کا متقاضی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

’’بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول ﷺ کی محبت دل پر غالب آ جائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو‘‘

اسی طرح آپ فرماتے ہیں

’’ضروری ہے کہ جو اقرار کیا جاتا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اس اقرار کا ہر وقت مطالعہ کرتے رہو اور اس کے مطابق اپنی عملی زندگی کا عمدہ نمونہ پیش کرو‘‘۔

بیعت کا یہ اقرار ایک مقدس عہد ہے اور ہر انسان سے اس کے عہد کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

آیئے ہم اپنی اپنی جگہ جائزہ لیں کہ ہم کس حد تک اس عہد کو پورا کرنے کی سعی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریاں دور فرمائے اور اپنے عہدوں کو پورا کرنے کی توفیق بخشے۔ آیئے اس دن میں ایک دفعہ پھر اپنے عہد بیعت کی تجدید کریں اور خلافت مسیح موعودؑ سے اپنے تعلق کو مزید خالص اور مضبوط کریں تا آپ کی دعاؤں اور توجہ کے فیض سے ہم خدا تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کے وارث ٹھہریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور خدا کرے کہ ہم اس کے ہاں اس الٰہی جماعت میں شمار کئے جائیں۔

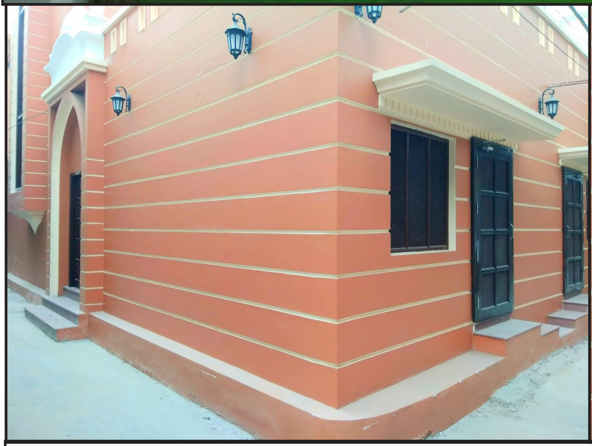
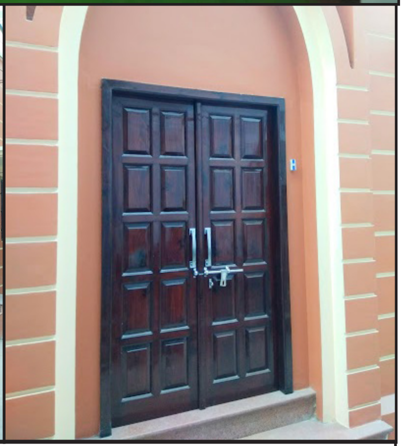

دار البیعت، وہ مقام جہاں پہلی بیعت ہوئی - لدھیانہ

رپورٹ: جاوید اقبال ناصر مربی سلسلہ جرمنی

فلائرز کی تقسیم

جرمنی کی جماعت Wittlich کی ایک کاوش

اللہ تعالیٰ کے فرمان بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (المائدہ:68) کی بجا آوری کے لیے جماعت جرمنی ہروقت اِس کوشش میں رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام مخلوق خدا تک پہنچایا جائے۔ اس کے لیے مختلف ذرائع استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ ان ذرائع میں سے ایک بڑا ذریعہ فلائرز کی تقسیم ہے۔ کبھی تو خدام و انصار کے گروپس flyer action کے ذریعہ پیغام حق پہنچانے کے لیے میدانِ عمل میں نظر آتے ہیں اور کبھی وقف نو کے گروپس بھجوائے جاتے ہیں۔ شہر ہوں یا دیہات، ہرطرف وسمت بکھیرتے ہیں فلائرز امام مہدیؑ کے دیوانے۔ جرمنی کی جماعت نے اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر رکھاہے کہ 2023 تک جرمنی کے چپہ چپہ تک حضرت امام مہدیؑ کا پیغام پہنچانے کی بھر پور کوشش کریں گے۔ ان شاء اللہ

جماعت Wittlich جو کہ چھوٹی جماعت ہے اپنی تجنید و تعداد کے حساب سے، لیکن پیچھے نہیں ہے اپنے کام کے حساب سے۔ ہر مشن وٹارگٹ کو پورا کرنے کی کوشش میں لگی رہتی ہے۔ چنانچہ یہ جماعت بھی اپنے خدام و انصار کو اس مشن کے لیے باہر نکالتی ہے جبکہ اطفال بھی ساتھ شامل ہوتے ہیں۔ اسی طرح کا ایک پروگرام مورخہ 5 فروری 2022 بروز ہفتہ کو ہوا جس میں 10 افراد کا ایک گروہ صبح نماز فجر و ناشتہ کے بعد دعا کر کے میدان عمل میں نکلا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر سے نوازے مکرم رانا جاوید اقبال صاحب کی فیملی کو جنہوں نے حلوہ پوری سے ناشتہ کروایا۔ مرکز کی طرف سے دیئے گے پلان کے مطابق 40 کلو میٹر کا فاصلہ طے کر کے 7 دیہات میں فلائرز کی تقسیم کرنا تھی۔ ایک ویگن اور ایک کار کے ذریعہ یہ قافلہ منزل کی طرف رواں دواں ہوا۔ ویگن میں بیٹھے ہوئے احباب کی کمان صدر صاحب جماعت مکرم طاہر احمد ظفر صاحب کے ہاتھ میں تھی۔ جبکہ خاکسار کی کار میں موجود دوست کی ذمہ داری خاکسار کے ذمہ تھی۔ منزل مقصود پر پہنچ کر سب نے فلائرز کو اپنے اپنے ہاتھوں میں تھاما اور گھروں کے باہر لگے پوسٹ بکس میں ڈالنا شروع

کر دیا۔ گلی ہو یا کوچہ، گذر گاہ ہو یا راستہ، ہر سمت وسوجاتی تھی نظران تقسیم کاروں کی۔ ان تقسیم کاروں کی ریفریشمنٹ کے لیے چائے کے ساتھ بسکٹ کا انتظام بھی موجود تھا۔ چاکلیٹس بھی منہ کو میٹھا کرنے کے لیے دستیاب تھیں۔ پیاس بجھانے کے لیے پانی تو تھا ہی۔ ایک بجے دوپہر تک اس ٹارگٹ کو حاصل کر لیا گیا تھا جس کو لے کر یہ قافلہ Hamd مسجد سے چلا تھا۔ قافلہ سالاروں نے ایک دفعہ اس لسٹ پر نظر بھی ڈالی جو کہ ان کے پاس موجود تھی تا کہ کوئی جگہ رہ نہ جائے جہاں فلائرز کو بکس میں ڈالنا تھا۔ الحمدللہ و شکر للہ سب کی زبان پر تھا جونہی کانوں میں یہ آواز آئی کہ لسٹ کے مطابق سب گاؤں میں تقسیم کا

اللہ تعالیٰ کے فرمان بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (المائدہ:68) کی بجا آوری کے لیے جماعت جرمنی ہروقت اِس کوشش میں رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام مخلوق خدا تک پہنچایا جائے۔ اس کے لیے مختلف ذرائع استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ ان ذرائع میں سے ایک بڑا ذریعہ فلائرز کی تقسیم ہے۔ کبھی تو خدام و انصار کے گروپس flyer action کے ذریعہ پیغام حق پہنچانے کے لیے میدانِ عمل میں نظر آتے ہیں اور کبھی وقف نو کے گروپس بھجوائے جاتے ہیں۔ شہر ہوں یا دیہات، ہرطرف وسمت بکھیرتے ہیں فلائرز امام مہدیؑ کے دیوانے۔ جرمنی کی جماعت نے اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر رکھاہے کہ 2023 تک جرمنی کے چپہ چپہ تک حضرت امام مہدیؑ کا پیغام پہنچانے کی بھر پور کوشش کریں گے۔ ان شاء اللہ

جماعت Wittlich جو کہ چھوٹی جماعت ہے اپنی تجنید و تعداد کے حساب سے، لیکن پیچھے نہیں ہے اپنے کام کے حساب سے۔ ہر مشن وٹارگٹ کو پورا کرنے کی کوشش میں لگی رہتی ہے۔ چنانچہ یہ جماعت بھی اپنے خدام و انصار کو اس مشن کے لیے باہر نکالتی ہے جبکہ اطفال بھی ساتھ شامل ہوتے ہیں۔ اسی طرح کا ایک پروگرام مورخہ 5 فروری 2022 بروز ہفتہ کو ہوا جس میں 10 افراد کا ایک گروہ صبح نماز فجر و ناشتہ کے بعد دعا کر کے میدان عمل میں نکلا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر سے نوازے مکرم رانا جاوید اقبال صاحب کی فیملی کو جنہوں نے حلوہ پوری سے ناشتہ کروایا۔ مرکز کی طرف سے دیئے گے پلان کے مطابق 40 کلو میٹر کا فاصلہ طے کر کے 7 دیہات میں فلائرز کی تقسیم کرنا تھی۔ ایک ویگن اور ایک کار کے ذریعہ یہ قافلہ منزل کی طرف رواں دواں ہوا۔ ویگن میں بیٹھے ہوئے احباب کی کمان صدر صاحب جماعت مکرم طاہر احمد ظفر

صاحب کے ہاتھ میں تھی۔ جبکہ خاکسار کی کار میں موجود دوست کی ذمہ داری خاکسار کے ذمہ تھی۔ منزل مقصود پر پہنچ کر سب نے فلائرز کو اپنے اپنے ہاتھوں میں تھاما اور گھروں کے باہر لگے پوسٹ بکس میں ڈالنا شروع کر دیا۔ گلی ہو یا کوچہ، گذر گاہ ہو یا راستہ، ہر سمت وسوجاتی تھی نظران تقسیم کاروں کی۔ ان تقسیم کاروں کی ریفریشمنٹ کے لیے چائے کے ساتھ بسکٹ کا انتظام بھی موجود تھا۔ چاکلیٹس بھی منہ کو میٹھا کرنے کے لیے دستیاب تھیں۔ پیاس بجھانے کے لیے پانی تو تھا ہی۔ ایک بجے دوپہر تک اس ٹارگٹ کو حاصل کر لیا گیا تھا جس کو لے کر یہ قافلہ Hamd مسجد سے چلا تھا۔ قافلہ سالاروں نے ایک دفعہ اس لسٹ پر نظر بھی ڈالی جو کہ ان کے پاس موجود تھی تا کہ کوئی جگہ رہ نہ جائے جہاں فلائرز کو بکس میں ڈالنا تھا۔ الحمدللہ و شکر للہ سب کی زبان پر تھا جونہی کانوں میں یہ آواز آئی کہ لسٹ کے مطابق سب گاؤں میں تقسیم کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ دونوں گاڑیوں نے مسجد کی طرف رخ کیا تا کہ نمازظہروعصر کی ادائیگی کی جاسکے۔ نمازوں کی بجا آوری وتکمیل کے بعد بعض احباب کو ان کے گھروں تک پہنچانے میں مدد کی گئی اور یوں فلائرز کی تقسیم ہوئی۔ اس دن 1449 فلائرز پوسٹ بکس کی زینت بنے۔ الحمدللہ

اس فلائر کا نام ہے "Der wahre Erlöser" یا انگلش میں "The true Redeemer-Savior" کہا جا سکتا ہے۔ تقسیم کرنے والوں میں خاکسار کے علاوہ مکرم طاہر احمد ظفر صاحب، مکرم شاہد احمد منیر صاحب، عزیزم علی ارشد صاحب، عزیزم ابرار حسین صاحب، مکرم محمد شاہد بٹ صاحب، مکرم رانا جاوید اقبال صاحب، قائد مجلس خدام الاحمدیہ مکرم اسامہ قمر صاحب، مامون احمد صاحب اور ایک طفل رانا حسام جاوید صاحب تھے۔

میرا پیارا خدا ان سب کے مال و نفوس کو برکتوں سے بھر دے جو کہ امام مہدیؑ کے پیغام کو مختلف ذرائع استعال کرتے ہوئے مخلوق خداوندی تک پہنچاتے ہیں۔ آمین یارب العالمین

درعجم

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے

ایٹمی جنگ کی آگ سے بچاؤ میں ایک احمدی کا کردار

(قارئین الفضل کے لئے ایک خصوصی تحریر)

حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق عالمگیر غلبہ اسلام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ہوئی۔آپ کے ذریعہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی اشاعت تمام دنیا میں ہونا مقدر تھی۔آپؑ فرماتے ہیں کہ

’’اگر کوئی مر کر واپس آ سکتا تو وہ دو تین صدیوں کے بعد دیکھ لیتا کہ ساری دنیا احمدی قوم سے اس طرح پُر ہے جس طرح سمندر قطرات سے پُر ہوتا ہے‘‘

(تشحیذ الاذہان ماہ جنوری 1913ء صفحہ 39)

قیام جماعت پر 133 سال کا عرصہ بیت چکا ہے۔اس عرصہ میں اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ 210 سے زائد ملکوں میں داخل ہو چکی ہے۔دنیا کی مذہبی تاریخ میں اتنی تیزی کے ساتھ دنیا بھر میں پھیلنے والا کوئی اور مذہب یا جماعت نہیں۔دنیا کی تمام بڑی زبانوں میں اسلام کا پُر امن پیغام پہنچایا جا چکا ہے۔دنیا کی تمام بڑی زبانوں میں قرآن کریم کی اشاعت ہو چکی ہے۔اسکے علاوہ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ہر سال چھوٹا بڑا لٹریچر شائع ہو کر تقسیم کیا جا رہا ہے گھر گھر پیغام پہنچایا جا رہا ہے۔دنیا کے کناروں تک ہفتے کے ساتوں دن چوبیس گھنٹے مسلم ٹیلیویژن احمدیہ کے ذریعہ تبلیغ اسلام ہو رہی ہے تمام دنیا میں مساجد کا جال بچھایا جا رہا ہے جہاں دن رات اللہ کی عبادت ہو رہی ہے۔یہ سب کچھ وقت کے امام اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی اور اقتدا میں ہو رہا ہے۔گویا دنیا بھر میں جگہ جگہ امن و سلامتی کے جزیرے ابھر رہے ہیں جو بنی نوع انسان کی آخری پناہ گاہ ثابت ہوں گے۔ان شاء اللہ

غلبہ اسلام کی راہ میں رکاوٹیں

اگر دنیا کی آبادی کو دیکھا جائے تو ابھی بہت بڑی تعداد نے اس امن کے حصار میں داخل ہونا ہے۔تمام الٰہی تحریکات کی طرح احمدیت کی راہ میں بھی بے شمار رکاوٹیں کھڑی ہیں۔مذہبی دنیا میں اندھی تقلید اور مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ آبَآءَنَا (بقرہ:71) کی روش ہے جو انکو اپنے غلط نظریات اور بدعقائد کو چھوڑنے نہیں دیتی۔مذہبی لیڈر اپنے مفادات کے غلام بن کر سچائی اور حقیقت کو قبول کرنے سے منکر ہیں۔مادی دنیا مادیت کی دلدل میں پھنسی ہوئی ہے۔انکے غرور اور تکبر کے بلند و بالا پہاڑ سے آگے انکی نظریں نہیں جاتیں۔ہر کوئی اپنے دنیاوی مفادات کے طوق میں گرفتار ہے۔پھر اس پر طرہ یہ کہ تمام دنیا ہی بے حیائی اور بداعمالیوں کے سیلاب میں اندھا دھو کر بہتی چلی جا رہی ہے، تقویٰ اور پاکیزگی کے تصور سے بھی ناآشنا ہیں۔الغرض شیطانی طاقتیں دنیا کی بھاری اکثریت کو اپنے جال میں پھنسا کر حق سے دور کر رہی ہیں۔بہرحال یہ وہ جہاد ہے جسکی خبر پہلے سے دی گئی تھی کہ شیطان جس کے آخری فتنہ کو دجال کے نام سے یاد کیا گیا اور رحمان کی فوجوں کے درمیان یہ آخری جنگ ہے جس میں شیطان کا سر کچلا جائے گا۔شرک شکست کھا جائے گا اور توحید کا ہر طرف غلبہ ہو گا۔

دجال اور یاجوج ماجوج کی پیشگوئی

قرآن کریم اور احادیث میں دجال اور یاجوج ماجوج کے عظیم فتنوں کا بڑی تفصیل سے ذکر ہے۔جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مغربی عیسائی قوموں کا پہلا حملہ دجال کےعنوان سے ہو گا اس حملہ میں مسلمانوں کو ورغلا کر عیسائیت کی آغوش میں لے جایا جائے گا۔چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے معاًقبل عیسائی مشنریز ساری دنیا میں نکل کر عیسائیت کی تبلیغ میں مصروف تھے خاص کر مسلمان ممالک اور ہندوستان میں عیسائیت کی تبلیغ پورے جوبن پر تھی۔انکے مقابل پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام میدان میں اترے اور وفات مسیح ثابت کر کے نیز دوسرے زبردست دلائل سے عیسائیت کو ایسی عبرتناک شکست سے دوچار کیا کہ پھر عیسائیت کا بت ہمیشہ کے لئے پاش پاش ہو گیا۔وہ چرچ جو مسلمانوں کو نگلنے کے لئے پوری قوت کے ساتھ عالم اسلام پر حملہ آور تھا اس عبرتناک شکست کے بعد وہی چرچ آج اپنی عبادتگاہیں بیچنے پر مجبور ہو گیا ہے۔چنانچہ پیشگوئیوں کے مطابق دجال کے اس حملہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ناکام بنا دیا گویا اسکا قتل ہو گیا۔آج عیسائیت تبلیغ کے اعتبار سے ایک مردہ مذہب کے طور پر جانا جاتا ہے۔

دجال کا دوسرا حملہ یاجوج ماجوج کی صورت میں مقدر تھا۔یہ اسکا سیاسی اور مادی حملہ تھا احادیث میں لکھا ہے کہ جب مسیح انکے مقابلہ کا ارادہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو ان کا ظاہری مقابلہ نہیں کرسکتا بلکہ کوئی دنیا کی قوم ان کا مقابلہ نہیں کر سکے گی فرمایا لَا یَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِھِمْ یعنی کوئی دو ہاتھ ایسے نہیں جو ان سے مقابلہ کر سکیں۔اس لئے تو اپنی جماعت کو لے کر کوہ طور پر چلا جا اور دعاؤں میں لگ جا۔وہ ایام بہت سخت اور بڑے ابتلا کے ہوں گے۔پھر اچانک وہ کیا دیکھیں گے کہ یاجوج ماجوج خود ہی یوں نابود ہو گئے ہیں جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔اسکے بعد مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے اسلام کا ساری دنیا پر غلبہ ہو جائے گا۔دجال اور یاجوج ماجوج کی شکست تو بہرحال مقدر ہے۔لیکن سوال یہ ہے کہ انکی شکست اور احمدیت کا عالمگیر غلبہ کیسے ہو گا۔مستقبل کے بارے میں کوئی شخص بھی حتمی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔جب پیشگوئی پوری ہوتی ہے تو اسکی حقیقت کھلتی ہے۔ہاں پیشگوئیوں کو دیکھ کر اندازے لگائے جا سکتے ہیں۔چنانچہ پیشگوئیوں پر نظر کرنے سے اسکی دو صورتیں نکلتی ہیں۔

غلبہ اسلام کی دو صورتیں

ایک صورت تو یہ ہے کہ وعظ و نصیحت، دعوت و تبلیغ اور پرسوز دعاؤں کے نتیجے میں دنیا کی آنکھیں کھلتی چلی جائیں اور بالآخر یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کا نظارہ ہو اور دنیا کی بھاری اکثریت اس امن کے حصار میں امن اور سلامتی کے ساتھ داخل ہو جائے۔اور یہ مسیح موعودؑ اور انکی جماعت کی دعاؤں کی بدولت اور انکی قربانیوں کی بدولت ہو گا۔جیسا کہ پیشگوئی میں ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ انکو فرمائے گا کہ فَحَرِّزْعِبَادِیْ اِلَی الطُّوْرِ یعنی میرے بندوں کو طور پہاڑ پر لے جا۔طور وہ پہاڑ ہے جہاں موسیٰؑ سے اللہ نے ملاقات کی تھی اور اسکی تجلیات کا نزول ہوا تھا۔پس جماعت احمدیہ کی دعاؤں اور تعلق باللہ اور تبلیغ و ارشاد کے لئے وسیع قربانیوں کے نتیجے میں بالآخر یہ شیطانی قوتیں کمزور پڑ جائیں گیں اور لوگ دن بدن حق کے قبول کرنے کی طرف مائل ہوں گے یہاں تک کہ مادیت کے یہ پہاڑ خود ہی بھربھرے ہو کر بے اثر ہو جائیں گے جیسے ایک زمانے میں عیسائیت کا چرچ ایک سیلاب کی طرح ہر طرف تلاطم برپا کر رہا تھا مگر آج وہی چرچ اپنا اثر و رسوخ کھو چکا ہے اور برائے نام رہ گیا ہے۔آج خلیفہ وقت جماعت احمدیہ کو یہی نصیحت فرما رہے ہیں کہ دنیا کی ہدایت کے لئے دعائیں کریں اور تدبیر کے لئے ظاہری کوششیں بھی کریں اور ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہیں تاکہ دنیا نجات پا سکے۔

عالمگیر خوفناک ایٹمی جنگ

دوسری صورت یہ بھی ممکن ہے کہ دجالی قوتیں جو یاجوج ماجوج کی شکل میں مشرقی اور مغربی طاقت کے روپ میں ظاہر ہوئی ہیں یہ خود ہی ایک خوفناک تصادم کی صورت میں تباہ و برباد ہو جائیں، انکے غرور خاک میں مل جائیں، انکے مادیت کے بت پارہ پارہ ہو جائیں۔دہریت اور دنیاداری کی نحوستیں ملیا میٹ ہو جائیں انکے تکبر کے پہاڑ اڑا دیئے جائیں۔اس خوفناک تباہی کے بعد بچ جانے والے لوگوں کے دل نرم ہو جائیں گے اور جلد جلد اسلام کے عافیت کے حصار میں داخل ہو جائیں گے۔اس کی طرف قرآن کریم میں بھی اشارہ ہے۔وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُھَا رَبِّیْ نَسْفًا فَیَذَرُھَا قَاعًا صَفْصَفًا لَّا تَرٰی فِیْھَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا یَوْمَئِذٍ یَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِیَ (طہٰ:106-109) وہ تجھ سے پہاڑوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو کہہ دے کہ میرا رب انکو ریزہ ریزہ کر دے گا۔اور انکو ایک چٹیل میدان بنا چھوڑے گا۔نہ اس میں کوئی کجی ہو گی نہ ہی نشیب و فراز۔اس دن وہ اس داعی الی اللہ کی پیروی کرنے لگیں گے۔

یاجوج ماجوج جو امریکہ اور رشیا اور انکے اتحادیوں کی طاقت کا نام ہے۔کے بارے جو پیشگوئی اوپر درج ہے کہ وہ خود ہی پگھل جائیں گے۔اسکی ایک تشریح یہ بھی ممکن ہے کہ انکے خوفناک تصادم سے انکی تباہی ہو گی۔روایت میں مزید ذکر ہے کہ پھر جب مسیح موعودؑ اور انکی جماعت طور پہاڑ سے نیچے اتریں گے تو کیا دیکھیں گے کہ فَیُصْبِحُوْنَ فَرْسٰی کَمَوْتِ نَفْسٍ وَّاحِدَۃٍ، کہ یاجوج ماجوج کی تمام فوج اس طرح فنا ہو گی جیسے ایک شخص مرتا ہے یعنی آناًفاناً انکی تباہی ہو گی فَلَا یَجِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ اِلَّا مَلَأَہٗ زَھْمُھُمْ وَنَتْنُھُمْ، اور دنیا میں ہر طرف لاشیں ہی لاشیں ہوں گیں۔زمین کا ایک بالشت حصہ بھی ان کے گند اور بدبودار مردار سے خالی نہیں ہو گا۔تب مسیح موعود اور انکی جماعت اللہ سے دعائیں کرے گی کہ اس مکدر فضا کو صاف کر دے۔تو اللہ تعالیٰ آسمان سے پرندے اتارے گا جو انکی لاشوں اور گندگی کو اٹھا کر وہاں پھینک دیں گے جہاں اللہ چاہے گا۔ابھی بھی انکے تعفن کے آثار باقی ہوں گے تب اللہ تعالیٰ ایسی بارش برسائے گا جو دنیا کے ہر گھر تک پہنچے گی اور زمین کو اس تباہی کے اثرات سے پاک صاف کر دے گی۔اسکے بعد دنیا میں برکتوں کا دور شروع ہو جائے گا (صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال) اس پیشگوئی کے ساتھ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ ذیل پیشگوئی کو ملا کر پڑھیں تو مضمون مزید واضح ہو جاتا ہے۔فرمایا

’’اس قدر موت ہو گی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔اس موت سے

پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر وزبر ہو جائیں گے کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی۔۔۔اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اِس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوحؑ کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوطؑ کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 268-269)

آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی بھی غلام ہے

طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر خدا نخواستہ یہ خوفناک تباہی آ گئی تو ہم کیسے بچیں گے۔ اسکا بھی جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی اقتباس میں دے دیا کہ جیسے نوح علیہ السلام بچائے گئے۔ ویسے ہی اگر تم بھی نوح کی کشتی میں داخل ہو جاؤ تو بچائے جاؤ گے۔ آپ علیہ السلام کو اللہ نے نوح کا خطاب دے کر یہ الہام کیا کہ وَاصۡنَعِ الۡفُلۡكَ بِأَعۡيُنِنَا وَوَحۡيِنَا (تذکرہ) کہ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بنا۔ چنانچہ آپؑ نے بھی کشتی بنائی جو اس میں سوار ہو جائے گا وہ اس طوفان سے محفوظ رہے گا۔ یہ کشتی کیا ہے؟ یہ آپ کی تعلیمات ہیں جن پر عمل کر کے ہر کوئی اس آسمانی کشتی میں سوار ہوسکتا ہے۔

جنگ کی اس خوفناک آگ کے بارے میں بھی آپ علیہ السلام کو الہام ہوا کہ ’’آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی بھی غلام ہے‘‘ آپ کو ابراہیمؑ کا بھی خطاب دیا گیا۔ جب ابراہیم علیہ السلام کو بھڑکتی ہوئی آگ میں پھینکا گیا تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا کہ يٰنَارُ كُوۡنِىۡ بَرۡدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ (انبیاء:70) اے آگ! میرے پیارے ابراہیمؑ کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی بن جا۔ پس اگر ہم اس خوفناک تباہی سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمیں مسیح پاک کی تعلیمات پر عمل کر کے ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم پر چلنا ہوگا۔

پیارے امام کی تحریک

ہمارے پیارے امام نے ہمیں تلقین فرمائی ہے کہ کثرت سے استغفار کریں تا کہ ہم ہر قسم کے گناہوں سے پاک ہو جائیں کیونکہ گناہوں کی آلائشوں کے ساتھ ہم اللہ کا پیار حاصل نہیں کر سکتے۔ کثرت سے درود شریف پڑھیں تا کہ اللہ کا پیار اور اسکا فضل پا سکیں۔ کثرت سے وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کی دعا کریں تا کہ وقت آنے پر اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ابراہیمؑ کی طرح اس خوفناک آگ سے نجات عطا کرے۔ ہمیں مسیح پاک کی پاکیزہ تعلیم پر عمل کر کے اسکی روحانی کشتی میں سوار ہونا ہوگا۔ اپنی اصلاح اور دعاؤں کے ذریعہ اللہ کی محبت اور پیار کو جذب کرنا ہوگا کہ ہم مسیح پاک کے روحانی فرزند کہلا سکیں تبھی ہم انکے روحانی گھر میں داخل ہوسکیں گے جسکے بارے اللہ نے خوشخبری دی کہ اِنِّیۡ اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ۔ میں ہر اس شخص کی خود حفاظت کروں گا جو تیرے گھر میں ہوگا۔ اگر ہم خدا کے پیارے بن جائیں تو اللہ تعالیٰ ایسے عجائبات ظاہر کرے گا جو آج دنیا کی نظر میں ناممکن ہے لیکن اللہ اسے ممکن بنا دے گا اور اپنی خاص قدرت کا کرشمہ دکھاتے ہوئے اپنی عافیت کے حصار میں لے لے گا۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

ایڈیٹر کے نام خط

خلیفۂ وقت کے حضور خطوط اور قبولیت دعا کے واقعات

• مکرمہ رضیہ بیگم۔ نیویارک سے لکھتی ہیں:

21؍فروری 2022ء کے الفضل میں مضمون ’’کبھی کبھی خیال آتا ہے‘‘ پڑھا۔ اس میں ’’خلیفۂ وقت کا خط اور برکات‘‘ پڑھ کر ایسے لگا کہ گویا میرے دل کی آواز ہو اور میری طرح ہر اس احمدی کے دل کی آواز بھی جو خلیفۂ وقت کو خط لکھتے اور خلافت کی برکات سے حصہ پاتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ دنیا کے ہر کونے میں خلیفہ وقت کے دستخط والا خط ضرور پہنچتا ہوگا اور یہ خلافت سے محبت اور وفا کی ایک زندہ مثال ہے۔

میں عاجزہ بھی ان خوش نصیبوں میں شامل ہوں جن کے پاس خلیفۂ وقت کے دستخط والے کئی خطوط موجود ہیں۔ جن کو میں بڑی احتیاط سے اپنی فائل میں سنبھال کر رکھتی ہوں۔ میری زندگی کے کئی واقعات ہیں کہ جہاں خلیفۂ وقت کی خدمت میں خط لکھنے کی برکت سے نہ صرف میری مشکلات اور پریشانیاں دور ہوئیں، وہیں خلافت سے ایک زندہ تعلق اور خلافت سے اخلاص و وفا میں اضافے کا باعث بنیں۔

خلیفۂ وقت کو خط لکھنے کا صحیح طریقہ میں نے اپنے چچا مرحوم مربی سلسلہ مکرم محمد حسین شاہد مرحوم سے سیکھا۔ جب میں آٹھویں جماعت میں تھی۔ امی جان پڑھی لکھی نہیں تھیں۔ محلہ دارالعلوم نیا نیا آباد ہو رہا تھا، محلے کی اکثر عورتیں جو کہ امی کی سہیلیاں تھیں اکثر میرے سے خلیفۂ وقت کی خدمت میں خط لکھواتی تھیں۔

اسی طرح قبولیت دعا کے بہت سے واقعات ہیں جن میں سے دو کا ذکر کر دیتی ہوں۔ میرے بڑے بیٹے کو جب وہ پرائمری سکول میں تھا، نکسیر کی شکایت ہوگئی۔ ناک سے زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے بخار بھی ہو جاتا اور گرمیوں کے موسم میں تو اس تکلیف میں اور بھی اضافہ ہو جاتا۔ پورا سال مختلف دوائیاں اور علاج کے باوجود افاقہ نہ ہوتا۔ پریشانی کے عالم میں پیارے خلیفۂ وقت کی خدمت میں ساری تفصیل کے ساتھ خط لکھا۔ جواب میں پیارے حضور نے دعا کے ساتھ دوا کا نسخہ جو کہ ہومیو پیتھی تھا، لکھ بھیجا۔ میں دیہات میں رہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ربوہ سے دوا منگوانے کا انتظام بھی جلد فرما دیا۔ دوائی کے استعمال سے اللہ کے فضل سے آج میرے بیٹے کی عمر 34سال ہے کبھی نکسیر کی شکایت نہیں ہوئی، الحمد للہ۔

دوسرا واقعہ کچھ یوں ہے کہ میرا پوتا منیب احمد چار سال کا ہونے کے باوجود 6 ماہ پہلے تک بولتا نہیں تھا۔ سب فکر مند تھے کہ اسکول جانے کی عمر ہو رہی ہے۔ دعا بھی کر رہے تھے ڈاکٹر کو بھی چیک کروایا کوئی نتیجہ خیز بات سامنے نہیں آئی۔ سوچا پیارے آقا کی خدمت میں دعا کے لئے لکھتی ہوں۔ بچوں سے بھی ذکر کیا کہ دعا میں بڑی برکت ہے حضور اقدس کی خدمت میں خط لکھ رہی ہوں۔ دیکھنا! منیب اب بولنا شروع کر دے گا، ان شاء اللہ۔ سو خط لکھ دیا جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ کووڈ کی وجہ سے اب جواب بھی دیر سے آتے ہیں۔ مگر میرا ایمان ہے کہ دعا کی قبولیت، نیت کے ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہے۔ ابھی خط لکھے ہفتہ ہی ہوا تھا کہ منیب احمد نے اردو کے کافی الفاظ بولنے شروع کر دیئے، اور پھر آہستہ آہستہ پورے فقرات بھی۔ آخر تقریباً ایک ماہ بعد خط کا جواب آیا تو قربان جاؤں پیارے آقا پر کہ دعا کے ساتھ ہومیو پیتھی نسخہ بھی تھا۔ اب اللہ کے فضل سے بچے نے اردو اور اسکول جانے کی وجہ سے بہت سے انگریزی کے الفاظ بھی سیکھ لئے ہیں، الحمد للہ علی ذالك۔

اللہ کے فضل سے گھر میں بچے بھی حضور اقدس کی خدمت میں گاہے بگاہے خط لکھتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ ہم نے پیارے آقا کو خط لکھا اور کیسے اللہ میاں نے پیارے آقا کی دعا کی برکت سے ہمیں نوازا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب احمدی بچوں کو دینی و دنیاوی ترقیات سے نوازے اور خلافت حقہ کی برکات اور فیوض سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے، آمین۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

پھر امیر محمد خان صاحبؓ ہی لکھتے ہیں کہ 6/ دسمبر 1913ء کی رات کو مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں ایک سوٹا ہے اور بھورے رنگ کی بھینس حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی طرف دوڑتی ہوئی مارنے کو آتی ہے لیکن سوٹے کے خوف سے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی طرف منہ رکھتی ہوئی پیچھے کی طرف ہٹتی گئی۔ یہاں تک کہ آپ ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں کہ مُہریں بنانے والا اپنی دوکان میں بیٹھا تھا اور ایک اور شخص دوکاندار سے جعلی مہریں بنوانا چاہتا تھا اور وہ ابھی دوکان پر ہی تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ وہاں پہنچ گئے۔ دوکاندار نے مجھے پوچھا کہ مولوی نور الدین صاحب یہی ہیں۔ جب مَیں نے کہا کہ ہاں یہی ہیں تو دوکاندار نے جھٹ مہر بنانے والے کو پکڑ لیا اور حضرت خلیفہ اوّل اُس محل میں داخل ہو گئے، بھینس بھی ساتھ تھی۔ صاحب مکان خوش خو، خوش شکل، بارعب، نیک دل آدمی تھا۔ اُس نے حضرت صاحب کا بہت ادب آداب کیا اور کھانا کھلایا اور جب حضور پھر اس مکان سے باہر تشریف لائے تو آپ کے گرداگرد بے شمار خلقت کا ہجوم تھا۔ اتنے میں جعلی مہریں بنانے والا ہجوم سے نکل کر بھاگ گا۔ بہتیری تلاش کی وہ کہیں نہ ملا۔ مَیں نے پرواز کر کے بھی اُسے تلاش کیا مگر نظر نہ آیا (خواب میں)۔خود ہی اس کی تعبیر بیان فرماتے ہیں۔ کہتے ہیں یہ خواب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی لمبی بیماری اور تبدیلی آب و ہوا کے لئے حضرت نواب صاحب کی کوٹھی تشریف لانے اور مولوی محمد علی صاحب کے آپ کی حیاتی میں خلافت کے خلاف ٹریکٹ شائع کرنے اور پھر حضور کے جنازے پر بیشمار مخلوق کے ہجوم کے ہونے اور پھر مولوی محمد علی صاحب کے قادیان سے چلے جانے سے ہو بہو پوری ہو گئی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 148-149 روایات حضرت امیر محمد خانصاحبؓ)

پھر یہ کہتے ہیں۔ ’’13/ مارچ 1914ء کی رات مَیں نے خواب میں ایک شہد کا چھتہ دیکھا جس سے شہد کی دھار نکل رہی تھی جسے ہم لوگ برتنوں میں ڈال رہے ہیں۔ اُس کے بعد حضرت خلیفہ اولؓ نے فرمایا کہ مجھے غسلِ جنازہ مولوی شیر علی صاحبؓ دیں جو میرے بھائی اور نیک ہیں۔ چنانچہ مَیں نے اپنا یہ خواب صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں بروقت پہنچا دی۔ (خلیفہ اوّلؓ کی زندگی کی بات ہے) اور مولوی شیر علی صاحبؓ نے ہی آپ کو (خلیفہ اوّل کو) غسل جنازہ دیا۔ ہاں مَیں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے خواب کی بنا پر ہی آپ سے غسل دلایا گیا یا کوئی اس کی اور بھی صورت تھی۔ البتہ غسل ضرور مولوی صاحب نے ہی دیا اور میری خواب بھی پوری ہوئی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 149-150 روایات حضرت امیر محمد خانصاحبؓ)

(خطبہ جمعہ 8/ فروری 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

بقیہ: ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام...... از صفحہ 4

آگے جواہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں، روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں اور قسما قسم کی دوکانیں خوب صورت اسباب سے جگمگا رہی ہیں یکے، بگھیاں، ٹمٹم، فٹن، پالکیاں، گھوڑے، شکرمیں، پیدل اس قدر بازار میں آتے جاتے ہیں کہ مونڈھے سے مونڈھا بھڑ کر چلتا ہے اور راستہ بمشکل سے ملتا ہے۔

(تذکرہ ایڈیشن ششم صفحہ 343)

اب ہم اس کمرہ کو نہیں کھولیں گے

حضرت اقدس علیہ السلام کی قادیان سے محبت میں ایک عجیب واقعہ ہے جو حضرت اماں جی حرم حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ’’جب 1908ء میں حضرت مسیح موعودؑ آخری دفعہ لاہور تشریف لے جانے لگے اور اسی سفر میں آپ کی وفات ہوئی تو مَیں دیکھتی تھی کہ آپ اس موقع پر قادیان سے باہر جاتے ہوئے بہت متأمل تھے اور فرماتے بھی تھے۔ کہ میرا اس سفر پر جاتے ہوئے دل رکتا ہے مگر چونکہ حضرت ام المؤمنین اور بچوں کی خواہش تھی اس لئے آپ تیار ہو گئے۔ پھر جب آپ روانہ ہونے لگے تو آپ نے اپنے کمرہ کو جو حجرہ کہلاتا تھا خود اپنے ہاتھ سے بند کیا اور جب آپ اس کے دروازہ کو قفل لگا رہے تھے تو میں نے سنا کہ آپ بغیر کسی کو مخاطب کر کے یہ الفاظ فرما رہے تھے کہ ’’اب ہم اس کمرہ کو نہیں کھولیں گے‘‘ جس میں گویا یہ اشارہ تھا کہ اسی سفر کی حالت میں آپ کی وفات ہو جائے گی۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 779)

سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا
وہ جس نے حق دِکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

چھوٹی مگر سبق آموز بات

نرم اور پاک زبان کا استعمال

ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سراپا شفقت اور مجسم رحمت تھے۔ آپؐ کی سیرت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے کبھی کسی کے ساتھ درشت کلامی نہیں کی وہ خواہ آپؐ کا جانی دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ یہ آپؐ کے اعلیٰ اخلاق، نرم اور پاک زبان کا استعمال ہی تھا کہ آپؐ نے بتوں کے پجاریوں کو خدائے واحد کے پجاری بنا دیا۔

(بشریٰ نذیر آفتاب ۔ سسکاٹون، کینیڈا)

فقہی کارنر

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک لڑکی کی طرف سے ولی بننا

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ تحریر کرتے ہیں کہ میاں رحمت اللہ صاحب ولد میاں عبد اللہ صاحب سنوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میرے نکاح کا خطبہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے پڑھا تھا لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے خود میری اہلیہ کی طرف سے اپنی زبان مبارک سے ایجاب و قبول کیا تھا۔ کیونکہ حضور ولی تھے۔ مَیں اس کو اپنی نہایت ہی خوش قسمتی سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ نکاح تو حضور نے کئی ایک کے پڑھائے ہوں گے لیکن اس طرح کا معاملہ شاید ہی کسی اور سے ہوا ہو۔ سب کچھ والد صاحب مرحوم و مغفور پر حضرت اقدس کی خاص شفقت کا نتیجہ تھا۔

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 125-126)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ یوکے)

طلوع وغروب آفتاب

18/ مارچ 2022ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:11	18:31
مدینہ منورہ	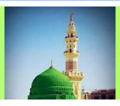	05:10	18:32
قادیان		05:14	18:38
ربوہ		04:54	18:18
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:41	18:12